فلاح دارین

مصنفہ

حاجی محمد اسمٰعیل خانصاحب
رئیس دتاولی ضلع علی گڈہ

ایس ایم حسن منیجر پنجاب نیشنل ایجنسی

حالی پریس پانی پت میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حمد نعت انبیا کتب آسمانی ادیان و مذاہب

خدا تعالیٰ واحد و لاشریک ذات پاک کا نام ہے یعنی ایسی ذات پاک کا جو یکہ و تنہا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ اُس سے کوئی اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے لیکن سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا وہی ہے وہ ازلی اور ابدی ہے اور غیر فانی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اور کبھی فنا نہیں ہوگا۔ اُس نے اپنی مخلوق یعنی بنی آدم کی اصلاح و درستی حال کے واسطے انہیں میں سے بہت نبی اور رسول پیدا کیے جنکی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہے مگر اُن سب کا ادب و تعظیم کرنا مذہب اسلام کی رُو سے لازم ہے۔ منجملہ نبیوں کے بعض صاحبان شریعت ہوئے یعنی رسول اور باقی اُنکی شریعت کے تابع۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السّلام حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت سلیمان علیہ السلام۔ حضرت داؤد علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبان شریعت ہیں اِن پر جُدا جُدا صحیفے اور کتابیں نازل ہوئیں مگر جس طرح انبیا علیہم السلام کی تعداد مُعین نہیں ہے اُسی طرح کُتب آسمانی کی تعداد بھی معلوم نہیں ہے۔ ہر ایک شریعت اور دین دوسرے صاحب شریعت نبی کے مبعوث ہونے پر منسوخ ہوتا رہا ہے سوائے اُس قدر حصہ کے جس کو کہ نبی مابعد نے جائز

کرنا موجب فسادت اور خدائے تعالیٰ نے فساد کرنیکو منع فرمایا ہے۔ ہاں اگر مذہبی بحث اور بیان ہو تو یہ کہنا کہ مذہباً فلاں شخص یا گروہ کافر ہے یا مشرک مضائقہ نہیں ہے لیکن مذہبی بحث ضرورت کے وقت اور صرف علماء مذہب کو کرنا موزوں ہے عوام کو اس قسم کی بحث و مباحثوں میں پڑنے سے بوجہ ناواقفیت کے کبھی کبھی خود خفت ہوتی ہے اور کبھی فساد ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا مرکز ایشیا ہے یعنی ایشیا میں سب سے زائد مسلمان* ہیں بر عرب قریب کل کے مسلمان ہے وسط ایشیا یعنی بخارا وغیرہ اور ایشیا کوچک یعنی اناطولیا

---

* علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۱۶ مئی سنہ ۹۶ء میں مولانا وحید الدین صاحب سلیم نے ایک مصری اخبار موسومہ "المؤید" سے مسلمانوں کی تفصیل اس طرح پر شائع کی ہے۔

دولت عثمانیہ اور یورپ میں ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ۔
سلطنت ایران ۹۰ لاکھ۔
ملک افغانستان ۴۰ لاکھ۔
بخارا ۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار۔
خیوا ۵ لاکھ۔
روس کے مسلمان ۷۰ لاکھ۔
چینی تاتار ۲۰ لاکھ۔
چین کے مسلمان ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ۔
بلوچستان ۵ لاکھ۔
ہندوستان کے مسلمان ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ۔
جزیرہ نمائے عرب ۱ کروڑ ۲۰ لاکھ۔
مراکو ۸۰ لاکھ۔
الجیریا ۴۰ لاکھ۔
ٹونس ۱۵ لاکھ۔
طرابلس الغرب ۱۰ لاکھ۔
صحرائے افریقہ ۵ لاکھ۔
سلطنت وادی ۲۶ لاکھ۔

بورنو ۵۰ لاکھ۔
سوکوٹو ۴۰ لاکھ۔
ملینا ۱۰ لاکھ۔
مصر ۶۰ لاکھ۔
سوڈان مشرقی ۱ کروڑ ۸۰ لاکھ۔
اوگنڈا ۵۰ لاکھ۔
زنگبار ۳۰ لاکھ۔
مسووا ۷۰ ہزار۔
افریقہ مشرقی (جرمن) ۸ لاکھ۔
موزامبیق ۲ لاکھ ۵۰ ہزار۔
افریقہ مغربی ۵ لاکھ۔
جزیرہ جاوا ۱ کروڑ ۴۰ لاکھ۔
ریاست آچین (شمالی سوماترا) ۲۰ لاکھ۔
سلطنت بروینی (جزیرہ بورنیو) ۴ لاکھ۔

میزان کل (مسلمانان دنیا) ۲۱ کروڑ ۶ لاکھ ۴۰ ہزار

رکھا ہو۔ سب سے آخری نبی صاحب شریعت رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ شریف حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا۔ توراۃ کے نازل ہونیکے بعد زبور کے اور انجیل کے نازل ہونیکے بعد توراۃ کے احکام منسوخ اور کالعدم ہوگئے اور قران مجید کے نازل ہونے سے انجیل کے احکام بھی منسوخ اور کالعدم ہوگئے۔ ہر ایک شریعت کا تابع اسوقت تک مسلمان کہلایا جاتا تھا جب تک کہ دوسری شریعت شروع ہو لیکن جبکہ دوسری شریعت شروع ہوجاتی تھی تو اس جدید نبی کی شریعت نہ ماننے والوں کو کافر کہا گیا (کافر کے معنی ہیں منکر یعنی انکار کرنیوالا) چنانچہ حضرت عیسیٰ کی شریعت کو جبکہ امت موسوی یعنی یہودیوں نے نہ مانا تو وہ کافر کہلائے گئے اسی طرح پر جو قومیں یا اشخاص کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے وہ کافر ہیں۔

تمام وہ لوگ جو کسی پیغمبر کے دین کے تابع اور پیرو ہوں خواہ مسلمان ہوں یا نہوں سب کو اہل کتاب کہتے ہیں علاوہ اہل کتاب کے انسانوں کا ایک حصہ کثیر مشرک ہے مشرک وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک سمجھے یا شریک کرے جس طرح پر کہ بت پرست یا آتش پرست۔

بت پرست وہ ہیں جو پتھروں کو یا پتھر سے بنائی ہوئی مورتوں کو یا درختوں اور پتھروں کو یا جانوروں کو یا چاند سورج اور ستاروں یا ارواح اور دیو پریت کو یا اُن میں سے کسی کو پوجتے ہیں اور آتش پرست آگ کو پوجا کرتے ہیں لیکن چونکہ لوگ اپنے آپ کو کافر یا مشرک اور بت پرست کہکر پکارنے سے اپنی توہین سمجھتے ہیں اس واسطے کسی شخص کو کافر یا بت پرست یا مشرک کہکر نہیں پکارنا چاہیئے اور نہ تحریر اور تقریر میں کسی کی نسبت یہ الفاظ استعمال کرنا چاہییں کیونکہ اپنی توہین ہر ایک شخص کو بری معلوم ہوتی ہے اور کسی کی اہانت

ہیں افریقہ میں بھی بت پرستی رائج ہے اور یورپ اور امریکہ میں بھی اس مذہب کا رواج ہوتا جاتا ہے مگر یہ لوگ ٹھیک بت پرست نہیں ہوتے۔

آتش پرست صرف ملک ایران میں ہیں ان کی مجموعی تعداد ان سب مذاہب میں کم ہے ہندوستان میں نوے ہزار آتش پرست ہیں ان کل مذاہب کی تفصیل کا یہ تخمینہ کیا گیا ہے یعنی کل روئے زمین پر انسانوں کی تفصیل باعتبار مذہب یہ ہے*

مسلمان کچھ اوپر ۲۰۰۰۰۰۰۰

عیسائی ۳۰۳۰۰۰۰۰

یہودی ۵۱۰۰۰۰۰

غیر اہل کتاب ۹۲۴۹۱۷۰۰۰

جمیع مذاہب میں سے صرف دو مذہب اسوقت اپنی توسیع اور ترویج میں باہم مقابلہ کر رہے ہیں یعنی مذہب اسلام اور مذہب عیسوی۔ مذہب عیسوی کے پھیلانے میں اس مذہب کے پادری اور عوام بہت کوشش کر رہے ہیں اور دنیا کے ہر ایک حصہ میں اُن کے واعظ جاتے ہیں اور وعظ کہکر یا لالچ دلا کر یا جس طرح ممکن ہوتا ہے لوگوں کو مذہب عیسوی میں داخل کرتے ہیں۔ قحط سالیوں میں اُن کو بہت کامیابی ہوتی ہے اور نیز چھوٹے بچوں کو پرورش کرنے اور ہندوستان کے اندر ادنیٰ قوموں مثلاً بھنگی یا چماروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنیکی وجہ سے عیسوی مذہب بہت پھیل گیا ہے اور پھیلتا جاتا ہے۔

مسلمان اپنے مذہب کے رواج دینے اور تلقین میں کچھ کوشش نہیں کرتے ہیں مگر تاہم مذہب اسلام پھیلنے میں مذہب عیسوی سے پیچھے نہیں ہے اسکا سبب صرف یہ ہے کہ مذہب اسلام کے اندر خود ایسی خوبی موجود ہے جسکی وجہ سے وہ مقبول عام ہے اگر دنیا کے مسلمان مذہب اسلام کے پھیلانے میں اس کوشش سے نصف بھی کوشش کریں جو عیسائی کرتے ہیں تو بہت جلد مذہب اسلام دنیا میں سب سے بڑا مذہب ہو سکتا ہے۔ مشرکین ہندوستان بھی اس کوشش میں ہیں کہ دوسرے مذہب والوں کو اپنے دین میں داخل کرنیکا رواج دیں۔ اس بات میں کسی قدر کامیابی بھی ہوئی ہے مگر یہ کامیابی ایسی کم ہے کہ ابھی قابل لحاظ نہیں

* یہ تفصیل سالنامہ حجاز مطبوعہ مکہ مکرمہ سے لی گئی ہے۔

وغیرہ عراق عجم کابل وغیرہ وغیرہ میں بھی مسلمان بہت ہیں۔ ہندوستان میں قریب چھ کروڑ کے مسلمان ہیں اور ممالک چین میں بھی ڈھائی کروڑ کے قریب مسلمان ہیں جزائر جاوا اور سماٹرا میں مسلمان کثرت سے ہیں۔ براعظم افریقہ میں بھی مسلمان بہت کثرت سے ہیں یورپ کے اُس حصہ میں جو ترکوں کے ماتحت ہے یا تھا مسلمان بہت ہیں اور اب انگلینڈ میں بھی اشاعت اسلام شروع ہوئی ہے اور اس وقت قریب ستر یا اسی آدمی کے وہاں کے باشندے مسلمان ہیں سنیٹ پیٹرسبرگ یعنی روس کے دارالسلطنت میں بھی دس ہزار سے زائد مسلمان رہتے ہیں جو اصل میں وسط ایشیا کے باشندے ہیں براعظم امریکا میں اب تک صرف چند مسلمان ہیں اور آسٹریلیا میں کابل کے اطراف کے چند مسلمان مثل نیم باشندوں کے رہتے ہیں۔

عیسائی مذہب والوں کا مرکز یورپ اور امریکہ ہے یعنی یورپ اور امریکہ میں عموماً عیسائی مذہب کے پیرو ہیں ایشیا میں بھی عیسائی مذہب کے پیرو کثرت سے ہیں۔ علی الخصوص ملک شام اور اُس کے اطراف میں عیسائی بہت ہیں۔ ہندوستان میں قریب ۲۲ لاکھ کے ہندوستانی عیسائی ہیں چین کے ملک میں بھی مذہب عیسوی کی بنیاد پڑگئی ہے۔ آسٹریلیا میں کُل ملک عیسائی ہے۔

یہودی مذہب کا مرکز بھی ایشیا ہے۔ وسط ایشیا ایشیائے کوچک اور بر شام وغیرہ میں مذہب موسوی کے معتقد بہت ہیں شہنشاہ روس اپنے ملک سے موسوی مذہب والوں کو خارج کر رہا ہے اور یہ لوگ حضرت سلطان المعظم کے ملک میں آ آ کر پناہ گزیں اور آباد ہوتے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی ساحل کے شہروں میں سترہ ہزار یہودی آباد ہیں اور یورپ اور امریکہ میں بھی ہر بڑے بڑے شہروں میں اس مذہب کے لوگ آباد ہیں۔

علاوہ اہل کتاب کے مشرکوں میں دو مذہب مشہور ہیں ایک بُت پرست دوسرے آتش پرست۔

بُت پرستی کا مرکز بھی ایشیا ہے سب سے زائد مقدار اُن کی چین کے ملک میں اور اطراف چین میں ہے ہندوستان میں قریب ۱۲ کروڑ کے اس مذہب کے پابند

میں آپ مدفون ہیں۔ ہندوستان۔ وسط ایشیا۔ ایشیاء کوچک۔ ٹرکی یورپ کے باشندے عموماً حنفی ہیں برّ عرب اور برّ افریقہ میں بھی اکثر حنفی ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا اسم شریف محمد بن ادریس ہے آپ ۱۵۰ھ ہجری میں تولد ہوئے اور ۲۰۴ھ ہجری میں انتقال فرما ہوئے۔ آپکا مزار شریف مصر میں ہے۔ برّ عرب۔ مصر۔ جزائر جاوا اور سماٹرا میں آپ کی تقلید کیجاتی ہے ہندوستان کے اندر ملیبار میں بھی شافعی ہیں۔

حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ جن کو عام طور پر امام حنبل صاحب کہتے ہیں ۱۶۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ ہجری میں آپنے وفات پائی آپ کا مدفن بھی بغداد ہے اور آپ کے مُقلد عراق عرب اور شرقی عرب میں کثرت سے ہیں۔ ہندوستان کے اندر انگریزی عدالتیں بھی اہل سنت وجماعت کے متعلق۔ نکاح۔ طلاق و میراث میں از روئے فقہ حنفی کے فیصلہ صادر کرتی ہیں۔

سلمان خواہ کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہو اُس کو مُقلد کہتے ہیں لیکن علاوہ اہل تقلید کے ایک گروہ سلمانوں کا ہے جو کسی مجتہد یا امام کی تقلید نہیں کرتے۔ اس گروہ میں بھی بڑے بڑے عُلما اور فُضلا ہیں اور اس زمانہ میں ایسے سلمان کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ اہل حدیث ہندوستان کے ہر ایک شہر و قصبہ میں کچھ نہ کچھ اور وسط برّ عرب یعنی نجد اور اُسکے اطراف میں بکثرت پائے جاتے ہیں سلمان خواہ مقلد ہوں یا اہل حدیث اِن سبکو اہل سنت وجماعت کہتے ہیں علاوہ اہل سنت وجماعت کے اسلام کے فرقوں میں دو بڑے فرقے اور ہیں۔ یعنی شیعہ اور خوارج۔ شیعہ کو امامیہ بھی کہتے ہیں۔ امامیہ فرقہ کا مرکز ایران ہے مگر حوالی مدینہ طیبہ۔ ملک یمن اور عراق میں بھی بکثرت ہیں ہندوستان میں بھی ہر مقام و شہر میں کم و بیش ہیں۔ ہندوستان کے اندر امامیہ اور اہل سنت جماعت میں باہم بیاہ شادی بھی ہوتی ہے۔ خوارج صرف مسقط اور اُس کے مضافات میں ہیں۔

مذہب اسلام سب مذہبوں سے افضل اور اسہل ہے اس سے زیادہ سیدھا اور آسان کوئی دوسرا مذہب نہیں ہے مسلمان ہونے کے واسطے صرف خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین اور اقرار کافی ہے احکام شریعت کی عدم تعمیل اور منہیات شرعیہ کے ارتکاب سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا بلکہ گنہگار کہلاتا ہے۔

شریعت اسلام دو حصوں پر منقسم ہے ایک عبادات اور ایک معاملات پر عبادات کا تعین ذات رسالت مآب پر ختم ہو چکا اُس میں ترمیم یا اصلاح کی گنجائش نہیں ہو سکتی معاملات میں بعد وفات سید الکائنات کے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام اور دیگر بادشاہوں کے وقت میں حسب اقتضائے وقت ترمیم ہوتی رہی ہے۔ اب بھی اُن مُلکوں میں جن میں مسلمان حکمراں ہیں معاملات میں ان احکام پر بعینہٖ عمل نہیں ہوتا جو زمانہ سعادت نبوی میں تھے بلکہ موجودہ زمانہ کے مطابق اس میں بہت کچھ ترمیم ہوتی رہتی ہے۔ البتہ منجملہ معاملات کے نکاح۔ طلاق اور میراث کے مسائل میں تجدید یا ترمیم نہیں ہوتی۔ ہندوستان کے اندر انگریزی عدالتیں بھی مسلمانوں کے نکاح طلاق اور میراث کے متعلق اُسی طرح پر فیصلہ کرتی ہیں جو شریعت کا حکم ہو۔

قانون شریف کا نام علم فقہ ہے اور احکام شرع شریف میں غور و فکر کرنے کو فقاہت و اجتہاد کہتے ہیں اور وہ عالم جو فقاہت یا اجتہاد کرتا ہے اُس کو فقیہ اور مجتہد کہتے ہیں لیکن فقیہ ان علما کو بھی کہتے ہیں جو کسی مجتہد کے پیرو ہوں۔ مسلمانوں میں بہت سے مجتہد گزرے ہیں لیکن سب سے زیادہ شہرت چار مجتہدوں کی ہوئی یعنی حضرت امام مالک۔ حضرت امام ابو حنیفہ۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنبل رحمت اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت امام مالک رحمت اللہ علیہ کا نام نامی مالک بن انس تھا۔ جو ۹۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ ہجری میں آپنے مدینہ منورہ میں وفات پائی جنوبی افریقہ میں آپ کے پیرو ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کو امام اعظم بھی کہتے ہیں آپ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ ہجری میں آپ نے وفات فرمائی۔ بغداد شریف

علم و عالم

علم عربی کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں جاننا۔ عالم جاننے والے کو کہتے ہیں علم اور عالم الفاظ عام ہیں لیکن جب کسی علم کا بیان مقصود ہوتا ہے تو الفاظ خاص استعمال ہوتے ہیں مثلاً ایسے علم کو جس میں احکام دین کا بیان ہو علم دین یا اسکی شاخوں کو علم فقہ۔ علم حدیث۔ علم تفسیر وغیرہ اور اس کے جاننے والوں کو فقیہ۔ محدث یا مفسر وغیرہ کہتے ہیں۔ امراض و معالجہ سے جس علم میں بحث ہو اُس کو علم طب یا ڈاکٹری اور اُسکے جاننے والے کو طبیب یا ڈاکٹر کہتے ہیں۔ آسمان و ستاروں وغیرہ کے حالات کے بیان کو علم ہیئت اور اس کے عالم کو ہیئت داں کہتے ہیں۔ غرضکہ علم کی صدہا اقسام ہیں اور ہر ایک قسم کا نام جدا ہے اور اُسکے جاننے والے کا لقب بھی جدا ہے اسی طرح علوم کی تقسیم انکی زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے ہوتی ہے مثلاً علم عربی۔ علم فارسی۔ علم انگریزی۔ علم سنسکرت۔ علم ترکی وغیرہ جنکے جاننے والوں کو عربی داں۔ فارسی داں۔ انگریزی داں عالم سنسکرت۔ ترکی داں وغیرہ کہتے ہیں۔

بہت سی احادیث شریف میں علوم کے حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے یعنی بعض احادیث میں یہ ارشاد عام فرمایا گیا ہے کہ علم حاصل کرو اور بعض احادیث میں علوم کو خاص کر کے بیان کیا گیا ہے مثلاً ایک حدیث شریف میں ہے کہ علم دو ہی ہیں ایک علم دین اور ایک علم بدن یعنی طب اس میں علم دین اور علم طب سیکھنے کی ترغیب دی گئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ علم حاصل کرو خواہ چین ہی میں کیوں نہ ہو جس سے علم عام مراد ہے کیونکہ چین میں جو علم ہوگا وہ علم دین نہیں ہوگا اور زبان عربی میں بھی نہ ہوگا بلکہ علوم دنیوی اُس سے مقصود ہوں گے اور باعتبار زبان کے چینی یا مادری عربی کوئی زبان۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حکمت مسلمان کی گم شدہ شئے کی مانند ہے مسلمان کو چاہئے کہ جہاں پر ملے اُس کو حاصل کرے جس سے مقصد علوم حکمت کی ترغیب ہے

پس ہر ایک مسلمان پر لازم ہے کہ علم دین بھی پڑھے اور علوم دنیا بھی حاصل کرے خواہ وہ کسی زبان میں اور کسی مُلک اور قوم کے کیوں نہوں۔

رائے اور خیالات میں اختلاف

ہر ایک انسان کے اعضا، ظاہری اور باطنی کی بناوٹ اور پیدایش بہ نسبت دوسرے انسان کے جدا ہے اور ہر ایک انسان کی ضرورت۔ حاجت خواہش اور خیالات اعضا، موثرہ کے موافق ہوتے ہیں۔ پس کل انسانوں کے افعال و خیالات یا رایوں کا ٹھیک ٹھیک باہم مطابق نہ ہونا ایک لازمی امر ہے اور اس وجہ سے اختلاف خیالات کا مٹا دینا ناممکن ہے۔ لیکن اگر کچھ بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ بھی خدا کی دی ہوئی بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ترقی نظر آ رہی ہے یہ اسی اختلاف رائے اور اختلاف خیال کی وجہ سے ہے۔ اگر اختلاف نہ ہوتا تو انسان بھی مثل دیگر حیوانات کے ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتے۔ اختلاف کی وجہ سے ہر ایک انسان کو اپنی اور دوسرے شخصوں کی رایوں اور خیالات کی خوبی اور برائی معلوم کرنے اور جانچنے کا موقع ملتا ہے۔ جو شخص اپنی رائے میں مخالفت ہونیکی برداشت نہیں کر سکتا وہ ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے کیونکہ نہ تو وہ غلطیوں کی اصلاح کر سکتا ہے اور نہ اپنی خوبیوں کی جانچ کر سکتا ہے جو اشخاص اپنی تعریف سننے سے ہی راضی اور خوش ہوتے ہیں اُنکو اپنی رایوں سے اختلاف کا ہونا بہت ناگوار ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ ہمیشہ رنج اور نقصان میں رہتے ہیں اور اگر یہ لیڈر اور پیشوا ہیں تو اور دوسروں کو بھی اُنکی ناسمجھی کے سبب سے نقصان پہونچتا ہے۔ رسول مقبول نے بھی اختلاف رائے کو پسند فرمایا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ "میری اُمت میں اختلاف کا ہونا موجب رحمت ہے"

اگر کسی کی رائے سے اختلاف کیا جائے تو اُس کو غور کرنا چاہئے کہ آیا اُسکی اپنی رائے صحیح ہے یا دوسرا سچ کہتا ہے اگر اپنی رائے اور فہم میں غلطی ثابت ہو جائے تو فوراً اُس کو بدل دینا چاہیئے اگر یہ یقین ہو کہ دوسرا غلطی پر ہے تو اپنی رائے پر قایم رہنا چاہئے یہ بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اختلاف کرنے کے ساتھ ڈر جائے اور اپنی رائے کو چھوڑ دے۔

چاروں طرف پڑوس میں شامل ہے۔

نماز

نماز فرض ہے ہرایک مسلمان۔ عاقل بالغ پر۔ نماز اُسی طرح پر فرض ہے جس طرح پر مسلمان پڑھتے ہیں اور کُتب فقہ میں مذکور ہے نماز کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے اور اُسکی ادا کا وہ طریق جس طرح پر پڑھی جاتی ہے روایات متواترہ کے ذریعہ سے ثابت ہے۔

نماز میں صبح کو دو۔ ظُہر کو چار۔ عصر کو چار۔ مغرب کو تین اور عشا کو چار رکعت پڑھنا فرض ہے مگر حالت سفر میں ظہر عصر اور عشا کے وقت بھی صرف دو دو رکعت فرض ہیں اسی طرح پر جمعہ کے دن جمعہ میں حاضر ہونے کی شرط پر بجائے چار رکعت کے دو رکعت فرض رہجاتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کی تاکید سب فرائض سے زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نماز فرق ہے درمیان مسلمان اور غیر مسلمان کے پس ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ نماز کی غایت درجہ کی پابندی کرے۔ جب بچہ سمجھ دار ہو جائے تو والدین اور مربی کو چاہئے کہ اُس کو نماز پڑھائیں اور جب وہ ہوشیار ہوجائے تو اُس پر نماز کی پابندی کی تاکید کرنا چاہئے۔ مسجد و جماعت میں حاضر ہونا سُنت موکدہ ہے مسجد میں حاضر ہونے سے قومی فیلنگ بڑھتی ہے قومی محبت پیدا ہوتی ہے جماعت میں حاضر ہونیکے سبب خواہی نخواہی محلہ کے لوگ دن رات میں کئی مرتبہ آپس میں ملتے رہتے ہیں آٹھویں دن جمعہ کی جماعت میں شریک ہونے سے محلہ کے سوا اہل شہر سے بھی واقفیت اور ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

نفاق

نفاق کے معنے ظاہر میں بھلائی اور باطن میں بُرائی کرنے یا بُرائی کرنے کا ارادہ رکھنے کے ہیں۔ جس میں یہ خصلت ہوتی ہے اُسکو منافق کہتے ہیں۔

منافق کسی شخص کے نزدیک معزز نہیں ہوتا اور اُس کی محبت کا کوئی یقین نہیں کرتا ہے اور درحقیقت اسکو کسی کی محبت ہوتی بھی نہیں۔ کیونکہ وہ

زمانہ حال میں ہندوستان کے مسلمانوں کے واسطے علوم دُنیا میں سے علم انگریزی بہت ضروری علم ہے جس کے حاصل کئے بغیر دنیوی ترقی ہو ہی نہیں سکتی

جیران

جیران عربی کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں ہمسایہ پڑوسی۔ پڑوسی ایسی چیز ہے جسکا تعلق انسان کی زندگی کے ساتھ بہت کچھ ہے اچھا پڑوسی آرام دہ اور راحت رساں اور بد پڑوسی تکلیف دہ اور رنج رساں ہوتا ہے بشریت کا اقتضا یہ ہے کہ جس سے ہر وقت ملنا جلنا رہتا ہو اُسکی ہر حال میں شرکت کی جائے تکلیف میں اپنے مقدور بھر مدد کیجائے رنجوں میں اُسکے دل کو تشفی دیجائے خوشیوں میں شریک ہوکر اُسکی مسرت کو بڑھایا جائے اور کوئی حرکت ایسی نہ کی جائے جس کے سبب سے اُس کو اور اُسکے متعلقین کو تکلیف ہو اگر انسان اپنے ہمسایہ کے ساتھ حُسن سلوک کرتا ہے تو ہمسایہ بھی اُسکے ساتھ محبت اور ہمدردی سے پیش آتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں روایت کی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان اور غیر مسلمان کا باعتبار ہمسائگی یکساں حق ہے پس ہمسایہ اگر مسلمان نہ بھی ہو تو اسکے ساتھ بھی رعایت ہمسائگی رکھنا لازم ہے اور اس کے ساتھ حُسن سلوک سے پیش آنا تعلیمات اسلام میں داخل ہے احیاء العلوم میں یہ بھی روایت کی ہے کہ ہمسایہ کے کُتے کو ستانا بھی ہمسایہ کے ستانے کی مانند ہے یعنی ہمسایہ کی اس قدر مراعات چاہیئے کہ اُس کا کُتا بھی نہ ستایا جائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اگر وہ تجھ سے مدد مانگتا ہے تو مدد کی جائے۔ اگر وہ قرض مانگتا ہے تو قرض دیا جائے اگر اس قدر مقدور نہیں رکھتا تو اُسکی خدمت کرے۔ اگر بیمار ہو تو اُسکی عیادت کرنا چاہیئے۔ اگر وہ مرجائے تو اُس کے جنازہ کے ہمراہ جانا چاہیئے خوشی کی حالت اور مصیبت کی حالت میں اُس کا شریک ہو اپنی دیوار اسقدر اونچی نکرے جس سے پڑوسی کے مکان کے اندر ہوا جانے سے رُک جائے غرضکہ پڑوسی کے ساتھ ہمدردی کرنے اور انسانیت سے پیش آنیکا حکم شرع شریف میں بھی بہت ہے رسول پاک نے فرمایا ہے کہ اپنے مکان سے چالیس چالیس گھر تک

لیکن نہ کسی ذاتی غرض کی وجہ سے کیونکہ وہ رشوت ہوجائیگا جو شرع میں حرام ہے بلکہ یہ سمجھ کر کہ خدائے تعالیٰ نے جو اس شخص کو ہمپر حاکم کیا ہے تو ضرور اس میں کچھ حکمت ہے اور کچھ نہ کچھ اس میں ایسی قابلیت ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اس مرتبہ پر پہنچا ہے اور چونکہ اصلی کام حکام کا ملک میں امن قایم رکھنا اور انصاف کرنا ہے اس واسطے امن قایم رکھنے والے اور انصاف کرنیوالے کی ہر طرح پر مدد کرنا ہر ایک مسلمان پر لازم ہے۔ علاوہ بریں جبکہ مذہب اسلام کی رو سے ہر ایک انسان کیساتھ بہ تواضع پیش آنے کا حکم ہے خواہ وہ مشرک ہو یا کافر تو اس کی کیا وجہ ہے کہ حکام کے ساتھ بہ ادب و تعظیم پیش نہ آیا جائے۔

حکام جبکہ کسی جگہ رہتے ہوں تو اُس مقام کے واسطے وہ جیران کا حکم بھی رکھتے ہیں اور اُسی طرح پر جبکہ وہ کسی کام یا دورہ کی غرض سے دیہات میں جائیں تو اس گانوں والوں کے پڑوسیوں اور مہمانوں میں داخل ہوجاتے ہیں

ایک دفعہ کچھ آدمی مدینہ طیبہ میں آئے جن کی مہمانداری کرنے کا حکم رسول خدا نے صحابہ کرام کو اس طرح پر دیا کہ اُن میں سے ایک ایک صحابی اپنے گھر پر ایک ایک مہمان کو لیجاکر رکھے اور میزبانی کرے۔ ان نوواردوں میں ایک ایسا شخص تھا جس کی فتنہ گری سے سب لوگ واقف تھے اس کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ مگر اس کو رسول پاک نے اپنے گھر میں مہمان کیا اور اپنے حجرہ مطہرہ کو معہ اپنے ہی بچھونوں کے اُس کو مرحمت فرمایا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو اُس نے بارادۂ تکلیف دہی اپنی بھوک سے زاید کھانا کھایا تاکہ اور سب بھوکے رہجائیں رات کو اس کو سو رہضمی ہوئی اور اس نے تمام حجرہ کو نجس کر مارا۔ قبل اسکے کہ لوگ صبح کو اُٹھیں وہ چلا گیا رسول خدا نے اس حالت کو دیکھ کر کچھ نہیں فرمایا اور اس واسطے کہ اس کا یہ عیب کسی پر ظاہر نہ ہو تمام کپڑے جو نجس ہوگئے تھے خود دھوئے مگر صحابہ کرام نے دیکھ لیا۔ اس عرصہ میں وہ شخص پھر واپس آیا کیونکہ چلتے وقت اپنی تلوار حجرہ میں بھول گیا تھا رسول خدا اُس کو دیکھ کر نہایت خندہ پیشانی سے اس کے ساتھ پیش آئے اور اس کی تلوار عطا فرمائی۔ صحابہ کرام نے جب چاہا کہ اس کو ماریں تو آپ نے منع فرمایا۔

صرف موںھ پر ہر ایک کے ساتھ دوستی۔ محبت خیر خواہی کا اظہار کرتا ہے لیکن جہاں آنکھ سے اوجھل ہوا وہیں اس کی بد خواہی اور شکایت پر آمادہ پایا جاتا ہے منافق جب کسی کے موںھ پر اُسکی تعریف یا اظہار دوستی کرتا ہے اسوقت بھی اپنے دل میں اُس کو بُرا کہتا جاتا ہے اور خوش ہوتا جاتا ہے کہ میں اسکو خوب دھوکہ میں لا رہا ہوں۔

یہ خصلت نہایت قبیح اور خوفناک ہے کیونکہ ظاہر ہیں جو کچھ کہا جا رہا ہے اُس کو سچ نہ سمجھنے کیواسطے تجربہ کی ضرورت ہے اور تجربہ بغیر درازی مدت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ منافق سے ہم کو ڈرنا چاہئے اور ہمارے نزدیک وہ قابل نفرت ہے تو ہم کو بھی اس خراب خصلت سے اپنے آپ کو پاک رکھنا چاہئے تاکہ لوگ ہم سے نفرت نہ کریں اور ہم خلق اللہ کے واسطے ضرر رساں نہ سمجھے جائیں۔

نفاق کی مذمت قرآن شریف میں بہت آئی ہے پس ہر ایک مسلمان کو اپنے آپ کو راست باز رکھنا چاہئے۔

حُکّام کے ساتھ برتاؤ

حکام کی اطاعت امور دنیوی میں مذہب اسلام کے بموجب لازم ہے خواہ کوئی ہو اور کسی مذہب کا کیوں نہ ہو۔ مسلمان جبکہ مشرکین مکہ کے جور وظلم سے تنگ ہو گئے تو رسول پاک کی اجازت کے بموجب اُنھوں نے حبشہ یعنی مُلک سوڈان میں ہجرت کی ان مہاجرین میں حضرت عثمان غنی اور انکی زوجہ مقدسہ یعنی بنت نبی بھی شامل تھیں حبشہ کا بادشاہ نجاشی عیسائی مذہب رکھتا تھا۔ جہاں پر جاکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کوئی کام عیسائی بادشاہ کی خلاف مرضی نہیں کیا۔ بلکہ اس طرح پر رہے کہ اُس کو مسلمانوں سے محبت ہو گئی۔

امور دین میں البتہ بادشاہ کی اطاعت ہرگز نہیں کرنا چاہئے اور اسی طرح پر اگر بادشاہ یا حاکم ظالم ہے تو اسکے ساتھ ظُلم میں شریک نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ظلم نہایت نجس خو ہے۔

علاوہ اطاعت و فرماں برداری کے حکام کا ادب مثل بڑوں کے کرنا ضرور ہے

ماسوائے اللہ پر گھمنڈ کرنے یعنی غرور کرنے کو منع کیا ہے۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے سے انسان کا دل مضبوط رہتا ہے وہ دنیوی ناکامیوں اور اہل دنیا کی خود غرضیوں کے سبب سے مایوس نہیں ہوتا۔ اپنی عقل۔ دانائی علم۔ دولت۔ شجاعت وغیرہ یا کسی اور شے پر اُس کو گھمنڈ نہیں ہوتا پس اگر کوئی شے قابل بھروسہ کے ہے تو وہ صرف خدائے واحد کی ذات ہے۔

عیب جوئی

عیب جوئی جیساکہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے دوسروں کے عیوب کی تلاش اور تجسس میں رہنے کو کہتے ہیں۔ عیب جوئی سخت بداخلاقی اور فساد انگیز خصلت ہے جس سے بچنا چاہئے۔

انسان کی نظر جب دوسرے کے عیب پر جائے تو فوراً اُس کو اپنی ذات پر توجہ کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ مجھ میں تو یہ عیب نہیں ہے اگر وہ عیب نہ ہو تو غور کرنا چاہئے کہ اور عیوب تو مجھ میں نہیں ہیں اگر کچھ عیب ہو تو دوسروں کو بھی معاف کرنا چاہیئے اور پہلے اپنی ذات کی اصلاح کرنا چاہئے۔ صوفیہ کرام نے اسی کو اس طرح پر بیان فرمایا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے خدا کو بھی پہچانا۔

انسان ایک غلطی میں بہت جلد پڑا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی اُن عیبوں کو جو دوسرے میں پائے جاتے ہیں اُن کو تو نہایت اہم جانتا ہے اور بہت ہی بڑا تصور کرتا ہے لیکن جو عیوب کہ خود اس میں ہوتے ہیں اُن کو ادنیٰ سی بات سمجھتا ہے اور کچھ بہت بڑا نہیں جانتا۔ اگر مسلمان قرآن مجید اور احادیث شریف کو دیکھے تو معلوم کر سکتا ہے کہ عیب جوئی نہ کرنے یا دوسرے کی بُرائیاں چھپانے کا کیسا اجر بیان کیا گیا ہے مگر شیطان انسان پر ایسا غالب ہے کہ ہر وقت بُرے کاموں کے واسطے تو بہکایا کرتا ہے اور اچھی باتوں کی طرف غور کرنے سے غافل کر دیتا ہے۔

اہل حجاز میں ایک محاورہ نہایت ہی اچھا ہے یعنی جب اُن سے پوچھو کہ کیا حال و احوال ہے تو کہتے ہیں ستر اللہ یعنی خدائے تعالیٰ پردہ ڈھانکے

حالانکہ یہ شخص مسلمان نہ تھا۔

غرض مہمان کی نہایت درجہ خاطرداری اور دلجوئی کرنا شعار نبوی میں داخل تھا جس کی تقلید ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

تکبّر

تکبّر عربی کا لفظ ہے اُس کے معنے ہیں اپنے آپ کو اپنی حقیقت سے زیادہ بڑا سمجھنا۔ تکبّر نہایت مُضر خصلت ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنی قوت کا اندازہ حقیقت حال سے زیادہ کرے گا وہ کبھی نہ کبھی اپنے آپکو خطرہ میں پھنسا دے گا مثلاً اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اُس کا جسم ایسا سخت ہے کہ بندوق کی گولی اس کے اندر داخل نہیں ہوسکتی حالانکہ ایسا نہ ہو تو وہ بندوق سے نڈر ہوجائے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایسے مواقع میں جانیسے پرہیز نہیں کریگا جہاں گولی لگنے کا خوف ہو اور اس طرح پر جب کبھی گولی سے زخمی ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ اس کے زخمی ہونے کا باعث اس کا تکبّر ہوا کیونکہ اگر وہ اپنی قوت کے جانچنے اور سمجھنے میں مبالغہ نہ کرتا تو ایسے خطرناک مقام پر جانے سے احتیاط کرتا اور ہلاک نہ ہوتا انسان کو اپنی حالت کے اندازہ کرنے اور اپنی قوت اور طاقت کی مقدار کو قرار دینے میں نہایت احتیاط کرنا لازم ہے تاکہ تکبّر کی مضرت سے بچا رہے تکبّر شرع اسلام کے بموجب حرام اور ممنوع ہے۔

غرور

غرور اور تکبّر ایک شے نہیں ہے بلکہ غرور کہتے ہیں گھمنڈ کرنے کو اور یہ بھی ضرر رساں شے ہے کیونکہ جب کوئی شخص خود اپنی عقل۔ دانائی۔ دولت یا علم وغیرہ یا کسی اور شے مثلاً دوست یا حاکم وغیرہ وغیرہ پر گھمنڈ کرنے لگتا ہے تو کاہل ہو جاتا ہے اور آیندہ کیواسطے تدابیر مناسب سے غفلت اختیار کرلیتا ہے حالانکہ دُنیا میں ہر روز بلکہ ہر لمحہ میں ایسے ایسے تغیرات واقع ہوتے اور ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن کا اوّل سے نشان وگمان بھی نہیں ہوتا پس انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت حادثات کے واسطے اپنے آپ کو تیار رکھے اور غفلت اور کاہلی سے بچا رہے اور غرور نہ کرے اسی وجہ سے شرع شریف میں انسان کو

مزاج والوں کو چربی ریاضت نہیں کرتے اور اُن کے جسم میں چربی زیادہ ہوجاتی ہے روزہ رکھنا مفید ہوتا ہے۔

افطار میں جلدی اور سحری کے کھانے میں تاخیر کرنے کی رسول مقبول نے تاکید فرمائی ہے۔ یعنی سورج کے ڈوبتے ہی روزہ فوراً افطار کر لینا چاہیے اور سحری ایسے آخری وقت میں کھائی جائے کہ کھانا ختم ہوتے ہوتے صبح صادق نمودار ہوجائے اگر اس پر عمل کیا جائے تو روزہ بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔

غیبت

غیبت کہتے ہیں کسی کے پیٹھ پیچھے اُس کی اہانت یا ضرر رسانی کی نظر سے اس کے ایسے سچے احوال بیان کرنے کو کہ اگر وہ باتیں اس کے موتھ پر کہی جاتیں تو اُس کو ناگوار ہوتیں۔

فقہا کے نزدیک غیبت شخصی حرام ہے اور غیبت قومی حرام نہیں ہے یعنی کسی ایک شخص کی غیبت کی جائے تو حرام ہے اور اگر کسی قوم یا ملک یا شہر کے کُل باشندوں کی غیبت کی جائے تو حرام نہیں ہے۔

درحقیقت یہ نہایت ہی عمدہ اجتہاد ہے کیونکہ ذات واحد کی غیبت اور عیب گوئی کرنے سے خوف فساد کا ہوا کرتا ہے یعنی دُنیا میں ایسے اشخاص بہت کم ہیں جو اپنی بُرائی اور غیبت سُنکر نادم ہوں بلکہ غُصّہ ہو جاتے ہیں پھر یہ رنج بڑھتے بڑھتے موجب فساد ہوجاتا ہے لیکن قومی برائیوں کے ظاہر ہونے کے سبب سے قوم میں اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔

پیشے اور حرفے

پیشے اور حرفے اشخاص یا ذاتوں کے ساتھ معین اور لازم سمجھنا تعلیمات اسلام میں داخل نہیں ہیں۔ پیشے اور حرفے کے ذریعہ سے کمانے والوں کو رسول خدا نے خدا کے دوست کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل حضرت عثمان غنی خلیفہ ثالث اور اور صحابی بزازے کی دوکان کرتے تھے حضرت سعد ابن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ میں سے

ہوئے ہے۔

روزہ

ہر رمضان شریف کے مہینے میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ شروع صبح
صادق سے لیکر سورج ڈوب جانے تک کھانا نہ کھانے پانی وغیرہ نہ پینے
اور نیز بعض حظایظ زندگی سے متمتع نہ ہونے کو روزہ کہتے ہیں۔ روزہ
والے گھروں میں۔ رمضان شریف کے مہینے بھر ایک عجیب رونق اور برکت
رہتی ہے۔ شام کو روزہ کے افطار کے وقت روزہ دار کو ایک ایسا لطف
حاصل ہوتا ہے جو اور کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا ایسے افعال و ارکان
سے جن کو کل قوم کرتی ہو قومی محبت۔ قومی ہمدردی۔ قومی فیلنگ بڑھتی
ہے جو مسلمان ماہ مبارک رمضان میں روزہ نہیں رکھتا اس کے چہرہ پر
نحوست برستی ہے۔ مکہ مکرمہ اور ترکوں کے دیگر ملک میں رمضان شریف
کا مہینہ عجیب چہل پہل کا ہوتا ہے دوست احباب باہم دوستوں کے دوست
بھی باری باری سے شام کو ایک جگہ جمع ہوکر روزہ افطار کرتے ہیں جس کے
سبب سے دل کی خوشی اور لطف دوچند ہو جاتا ہے۔ مسافر۔ مریض۔ شیخ
فانی یعنی بڈھے پھونس اور بچوں پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے۔

ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ اس قدر عرصہ تک بھوکا رہنا عموماً مضر ہے
لیکن تجربہ سے ان کے اس قول کی تصدیق نہیں ہوئی۔ یہ ممکن ہے
کسی خاص شخص کو کچھ ضرر پہونچ جائے مگر یہ حکم عام طور سے صحیح ثابت نہیں
ہوا ہے [illegible] ابتدائے عمر سے لیکر بڑھاپے تک برابر ہر رمضان میں روزے
رکھتے چلے آتے ہیں اُن کی صحت میں کچھ فرق نہیں آتا اور عمر طبعی پر ہی
پہونچکر مرتے ہیں ڈاکٹری کے حکم کو شکم پروری اور بدحواسی کے واسطے
حیلہ بناکر روزہ نہ رکھنا ایک شامت کی بات ہے۔

جو لوگ خصوصاً امرا اناپ شناپ کھاتے رہتے اور اُس پر ریاضت و
مشقت نہ کرنے کے سبب سے اپنے ہاضمہ۔ صحت اور تندرستی کو خراب رکھتے
ہیں اُن کے حق میں روزہ نہایت مفید ہوتا ہے اسی طرح پر بلغمی

لیکن مریض کے پاس صرف اسی قدر بیٹھنا چاہیے جس قدر کہ اس کو بھی پسند ہو یا مریض چلے جانے کو کہے تو فوراً اُٹھ آنا چاہیے اور ہرگز بُرا نہ ماننا چاہیے کیونکہ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ اُس میں انسان کو خاموش رہنا اور تنہا رہنا زیادہ پسند ہوتا ہے یا اپنا دل بہلانے کے واسطے وہ صرف خاص خاص اشخاص کو ہی اپنے پاس رکھنا پسند کرتا ہے۔

اگر مریض کی طبیعت کے خلاف کچھ کیا جائے تو بہت سی حالتوں میں مرض کے زیادہ ہو جانے اور بعض صورتوں میں تو اُس کے مر جانے کا خوف ہوتا ہے۔اسی طرح پر مریض کے چاروں طرف بہت سے آدمیوں کے جمع ہونے سے مکان کی ہوا خراب ہو جاتی ہے اور مریض اپنی حالت کو مایوسی کی حالت تصور کرنے لگتا ہے لیکن بعض مریض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے پاس بہت سے آدمیوں کے ہونے یا بہت دیر بیٹھنے سے خوش ہوتے ہیں اُن کے ساتھ اُن کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ معالج ڈاکٹر یا طبیب کی رائے میں ایسا ہونا مریض کے حق میں مُضر نہ ہو۔

مریض اور ڈاکٹر کو تنہا چھوڑ دینا لازم ہے کیونکہ مرض کی بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو سوائے معالج کے اور کے سامنے بیان کرنے کو مریض کا دل نہیں چاہتا یا بعض مریضوں کو اپنے مرض کی شدت ہر ایک شخص پر ظاہر کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

مریض کے پاس ہمیشہ بشاش چہرہ سے جانا چاہیے تاکہ اُس کا دل خوش ہو۔مریض اپنے تیمارداروں یا عیادت کرنے والوں کو اداس اور پریشان دیکھکر اپنی حالت کو تشویشناک خیال کرنے لگتا ہے جس کے سبب سے اس کے مرض میں شدت ہو جانیکا خوف ہے لیکن اس طرح ہشاش و بشاش بھی نہ ہونا چاہیے جس سے مریض کی خاطر شکنی ہو اور وہ سمجھے کہ اُسکی بیماری کی پروا نہیں ہے غرضکہ

ہیں تیر بنا کر بیچا کرتے تھے۔ حضرت زبیر ابن عوام۔ حضرت عمرو ابن العاص گوشت کی دوکان کرتے تھے حضرت ولید بن مغیرہ لوہاری کا پیشہ کرتے تھے۔ حضرت عثمان ابن طلحہ کلید بردار کعبہ۔ حضرت عوام یعنی حضرت زبیر کے والد ماجد درزی کا کام کرتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ ریشمی کپڑے بنوانے کا کارخانہ رکھتے تھے۔ حضرت امام شافعی بھی بزازی کرتے تھے اسی طرح پر اور صحابہ کرام اور علماء سلف مختلف پیشوں کے ذریعہ سے روزی کماتے تھے۔ غرضکہ مذہب اسلام کی رو سے کوئی پیشہ یا صنعت کرنا موجب ذل و حقارت نہیں ہے اور نہ سوائے ہندوستان کے اور ملکوں کے مسلمان کسی پیشہ کو کسی ذات یا خاندان کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں ہندوستان کے مسلمان جبکہ مکہ معظمہ میں جاتے ہیں تو ہر ایک شخص اپنی مرضی اور رغبت کے موافق پیشہ کرنے لگتا ہے جس کے سبب سے بہت جلد اس کا افلاس جاتا رہتا ہے اور صاحب جائداد ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کے اندر بھی بمبئی وغیرہ کے مسلمان اس کے پابند نہیں ہیں اور وہ سب بہ نسبت اپر انڈیا کے مسلمانوں کے صاحب دولت و املاک ہیں اپر انڈیا کے مسلمان بھی جب تک صنعت و تجارت بلا لحاظ قوم اور ذات کے شروع نہیں کریں گے عام آسودگی اُن میں نہیں ہوگی۔

عیادت

عیادت کہتے ہیں مریض کے جا کر دیکھنے کو جو ایک ضروری امر اور مناسب عادت ہے۔

آدمی جب بیمار ہوتا ہے تو اُس کے قویٰ اور اعضا اچھی طرح کام نہیں دیتے اور طبیعت پر ضعف طاری ہو جاتا ہے جس کے سبب سے مریض کو کم و بیش ہراس ہو جاتا ہے اور اُس کا دل گھبراتا ہے پس ایسے وقت میں مریض کے پاس جانا اُس کی دل لگی یا اُس کی تشفی خاطر کی باتیں کرنا عین انسانیت ہے علی الخصوص جبکہ مریض قرابت دار ہو یا ہمسایہ یا مسافر اور غریب الوطن ہو۔

خودداری

خودداری کے معنی ہیں اپنے آپ کو ایسے افعال سے بچانا جس سے اپنی حقارت یا ذلت ہو دوسروں سے مدد نہ مانگنا خودداری میں داخل ہے اوروں کی عیب جوئی اور غیبت نہ کرنا خودداری میں داخل ہے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرنا خودداری کے خلاف ہے لوگوں کے روبرو اپنی التجا لیجانا خودداری کے خلاف ہے۔ علمی جلسوں میں شریک ہونا نام آور بزرگوں کے پاس جانا دوست و احباب سے ملنا خودداری کے خلاف نہیں ہے۔

حسد

حسد کا ترجمہ ہماری زبان میں ہے جلنا۔ جلنے والے کو حاسد اور اُس شخص کو جس پر جلا جائے محسود کہتے ہیں حسد یا جلنا ایک خصلت ہے جو بعض انسانوں کے اندر اُس وقت حرکت میں آتی ہے جبکہ وہ دوسرے کسی شخص یا اشخاص کو آسودگی اور ترقی کی حالت میں دیکھتے ہیں اِس آرزو اور خواہش کے ساتھ کہ آسودہ اور ترقی کردہ شخص کی آسودگی اور ترقی رک جائے یا اُس کی آسودگی اور ترقی میں زوال آجائے یا اُس کو کوئی ضرر پہونچے۔

غبطہ ایک دوسری خصلت ہے جس کے واسطے ہماری زبان میں کوئی اور لفظ نہیں ہے اور یہ خصلت بھی دوسرے کسی شخص یا اشخاص کو آسودگی اور ترقی میں دیکھکر حرکت میں آتی ہے مگر غبطہ والے شخص کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ آسودگی یا ترقی رُک جائے یا زایل ہو جائے بلکہ اُس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں بھی اُس کی مانند یا اُس سے بہتر آسودہ اور ترقی کردہ ہو جاؤں۔

حسد کمزوری طبیعت اور بزدلی کا ایک شعبہ ہے اور غبطہ حیاداری اور قوت طبیعت کی علامت ہے شرع شریف میں حسد حرام ہے اور غبطہ جائز ہے حسد ایک نہایت مضر اور دنی خصلت ہے اور جبکہ اُس میں شرارت ملی ہو

ہر حالت میں مریض کو خوش کرنا اور اُس کی بہتری کی آرزو رکھنا چاہیئے۔

دروغ گوئی اور کذب بیانی

دروغ گوئی اور کذب بیانی کہتے ہیں جھوٹ بولنے کو۔ جھوٹ بولنا نہایت مُضر خصلت ہے کیونکہ دروغ بیانی گویا کہ انسان کو خلاف واقع باور کرا کر اُس کو نقصان پھونچانے کی کوشش کرنا ہے۔ مذہب اسلام میں جھوٹ بولنے والے کے حق میں بہت زجر اور توبیخ آیا ہے اور قرآن مجید میں جھوٹ بولنے کو منع فرمایا ہے۔ اگر انسان سچ بولنے کی عادت اختیار کرے تو بہ نسبت جھوٹ بولنے کے زیادہ کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر انسان سچ بولنے میں اپنا یا دوسرے کا یقینی نقصان سمجھے تو اُس وقت میں بجائے جھوٹ کہنے کے خاموش ہو رہنا زیادہ مُناسب ہے کسی واقعہ کے باوجود معلوم ہونے کے یہ کہنا کہ مجھکو کچھ نہیں معلوم ہے یہ بھی ایک جھوٹ ہی۔

بہت سے انسانوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ ہر ایک خبر کو بغیر اُس کے سمجھنے یا تحقیق کرنے کے دوسروں کے روبرو نقل کرنے لگتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی جھوٹ بولنے سے تعبیر فرمایا ہے اسی خصلت کے سبب سے بے سروپا افواہیں اُڑ جاتی ہیں جن کے سبب سے کسی کسی وقت میں سخت ضرر واقع ہوتا ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا یہ مقولہ کہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" صحیح ہے یعنی دنیا میں ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ جن میں اس پر عمل کرنیکے واسطے فطرت انسانی مجبور کر دیتی ہے مگر شیخ سعدی مرحوم کے اس مذکورہ فقرہ کو جھوٹ بولنے کیواسطے بہانہ بنانا فریبی اور بُزدل ہونے کی علامت ہے۔ قاضی ثناء اللہ مرحوم پانی پتی اپنی کتاب مالابُدّمنہ میں جھوٹ کو حرام فرماتے ہیں مگر دو آدمیوں کے مابین صُلح اور ظالم کے ظلم سے بچنے کیواسطے جھوٹ بولنے کو مباح لکھتے ہیں۔

سے ضرر ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے ایسے وقت میں خاموش ہو رہنا بہتر ہے۔

کسی کی غلط بات کی تائید یا تصدیق کرنا بھی ایک قسم کا جھوٹ بولنا ہے۔ پس اس سے بھی ویسا ہی احتراز چاہیے جیسا کہ خود جھوٹ بولنے سے کسی کے خوف سے جھوٹ بولنا یا جھوٹ کی تصدیق کرنا بھی بندگان خدا کے واسطے ضرر رسانی ہے۔

ذات برادری

ذات برادری کی تفریق شرع اسلام میں نہیں ہے۔ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں اور رسول مقبول نے حسب و نسب پر فخر کرنے کو منع فرمایا ہے۔ شیخ سید یا نائی دھوبی وغیرہ کی تفریق کرنا اور ایک کو اعلیٰ اور دوسرے کو ادنیٰ سمجھنا شرع شریف کے خلاف ہے۔ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں ایک خدا پر اور ایک پیغمبر پر ایمان لانے کی وجہ سے سب یکساں ہیں۔ وہی شخص اشراف ہے جسکی عادات اور خصائل اچھے ہوں اور وہ رذیل ہے جس کی عادتیں اور خصلتیں بُری ہوں پٹھان یا شیخ ہونے سے کوئی شخص اعلیٰ اور افضل نہیں ہو جاتا اور نہ دھوبی اور لوہار ہونے سے کوئی ادنیٰ ہو جاتا ہے اگر کوئی خاکروب یا چمار شرف اسلام سے مشرف ہو جائے تو وہ سب مسلمانوں کا بھائی ہے۔ اُس کے درجہ اور مرتبہ میں اور رستم خان کے درجہ اور رتبہ میں کچھ فرق نہیں ہے

سیلف ریسپکٹ

سیلف ریسپکٹ کے معنی ہیں اپنی عزت آپ کرنا۔ انسان میں جب کوئی صفت ایسی ہو جس سے دیگر مخلوق الٰہی یا انسانوں کو نفع پہونچتا ہو یا دوسروں کو ناجائز ضرر پہونچانے کے بغیر اپنا نفع ہی اُس سے ہو تو انسان کو خود اُس کی قدر کرنا چاہئے اور اسی کا نام اپنی عزت آپ کرنا ہے۔ اگر انسان اپنے بہتر کاموں کو خود نگاہ عزت سے نہیں دیکھیگا تو اُس کے

تو سخت خطرناک ہے۔ حسد کی مضرت حاسد و محسود دونوں کو پہونچتی ہے
کیونکہ حسد کرنیوالا اوّل تو اپنے خیالات اور قوتوں کو اپنے نفع کے کاموں
میں صرف کرنے سے رک جاتا ہے۔ دویم اُس شخص کو جس کے اوپر حسد
کرتا ہے ترقی سے روکنے یا اُس کو ضرر پہونچانے کے واسطے ایسے افعال
کا مرتکب ہوتا ہے جو مذہب اور اخلاق کے خلاف ہوتے ہیں حتی کہ قانون
کی خلاف ورزی تک کے جرایم بھی اُس سے سرزد ہونے لگتے ہیں اگر
حاسد فتنہ پردازی میں کامیاب ہوجاتا ہے تو محسود کو بھی ضرر پہونچ
جاتا ہے۔ حسد میں اور بھی ضرر ہیں یعنی دوسروں پر جلتے جلتے اور اُنکی
کامیابی دیکھتے دیکھتے رفتہ رفتہ حاسد خود کاہل اور سست ہوجاتا ہے
اور یا اپنے آپ کو اور اُس کو جنگ و جدال میں مصروف کر دیتا ہے۔ جب
حسد قومی خصلت ہوجاتا ہے تو وہ کل قوم رفتہ رفتہ تباہ ہوجاتی ہے۔
انسان کو ہمیشہ ایسی تدبیر سوچنا اور اُس پر عمل کرنا چاہیئے کہ جس
سے وہ خود اوروں سے بہتر ہوجائے تاکہ لوگوں میں بھی عزت اور
آبرو ہو اور اپنا فائدہ بھی ہو یہی خیال من حیث القوم ہونا چاہیئے یعنی
کسی قوم کی ترقی پر حسد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی قوم کو قابل بنانیکی کوشش کرنا چاہیئے

راست بیانی

جس طرح پر دروغ گوئی ایک خراب خصلت ہے اُسی طرح پر راست
بیانی نہایت ممدوح اور عمدہ عادت ہے سچ بولنا واقعات صحیحہ کی اطلاع
دیکر انسان کو سچی ہدایت کرنے کو کہتے ہیں۔ راست بیانی سے بہت عقدے
حل ہوسکتے ہیں۔ جو شخص سچ بولنے کی عادت اختیار کرے وہ ہر ایک کے
نزدیک معتبر ہوجاتا ہے اور بہ نسبت جھوٹ بولنے کے زیادہ کامیاب ہو
سکتا ہے لیکن سچ بولنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان ہر ایک سچ بات
کو سب سے کہتا پھرے کیونکہ یہ تو سخت مضحکہ حماقت ہوگی بلکہ جب کسی
واقعہ کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہو اُس وقت اُس کو ٹھیک ٹھیک بیان
کرنا چاہیئے لیکن بعض ایسے مواقع بھی پیش آتے ہیں جن میں راست بیانی

ہے وغیرہ عیسائیوں میں کرسمس ڈے ۲۵ دسمبر کو ہوتی ہے وغیرہ
اسی طرح سے مسلمانوں میں خوشی منانے کے دن عید دو عیدیں ہیں
یعنی یکم شوال اور دسویں ذی الحجہ مکہ معظمہ میں اور نیز دیگر اسلامی ملکوں
میں ان دونوں عیدوں کے سوا سال بھر میں چار اور عیدیں ہوتی ہیں۔

(۱) صفر میں آخری چہار شنبہ۔
(۲) ربیع الاول میں بارھویں تاریخ۔
(۳) رجب میں ۲۷- تاریخ۔
(۴) شعبان میں ۱۴- تاریخ یعنی شب برات۔

لیکن سب سے زیادہ خوشی اور عید منانے کا دن مکہ مکرمہ وغیرہ میں بھی یکم شوال یعنی عید الفطر اور دہم ذی الحجہ یعنی عید الضحیٰ کا دن ہے مدینہ طیبہ میں رجب کی عید میں بھی بہت تکلفات اور خوشی ہوتی ہے اور صرف رجب کی عید مدینہ طیبہ میں کرنے کے واسطے اہل مکہ وغیرہ کثرت سے مدینہ کو جاتے ہیں۔ عیدوں میں اپنے مقدور بھر اچھے کپڑے پہننے خوشبو لگانی مکان کو صاف کرنا دوست احباب سے ملنا چاہئے۔

عیدیں منانا اور اس میں خوشی کرنا فطرت انسانی کی خواہش کے موافق فعل ہے اسی وجہ سے اس کی تائید شرع شریف نے بھی فرمائی ہے انسان ہمیشہ فکر و غم میں رہنے سے کاہل ہو جاتا ہے قوت اشتہا اور عمر کم ہو جاتی ہے اس واسطے کبھی نہ کبھی ضرور موقع ملنا چاہئے کہ لوگ جنگلوں میں نکلیں دوستوں سے ملیں دعوتیں کھائیں اور کھلائیں اسی کو عید کہتے ہیں۔

عیدین یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دنوں میں طلوع آفتاب کے بعد اور زوال آفتاب سے اوّل دو رکعت نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے اور یہ نمازیں شہر سے باہر نکل کر پڑھنا بہتر ہیں انہیں شروط اور قیود کے ساتھ جو جمعہ کی نماز کے واسطے ہیں۔ عید الفطر میں قبل از نماز

رواج دینے میں قاصر رہے گا اور اس وجہ سے جو نفع کہ اُس کام کی وجہ سے خود یا دوسروں کو پہونچتا وہ حاصل نہیں ہوگا اگر انبیا علیہم السلام اپنے کاموں کی خود عزت نکرتے تو کروڑوں پدموں انسان اُن فوائد سے محروم رہتے جو انبیا علیہم السلام کے سبب سے انکو پہونچے ہیں یا کوئی فصیح و بلیغ واعظ اور اسپیکر اگر اول خود یہ نجانے کہ وہ اپنے منشا کو بہت خوبی سے دوسروں کے ذہن نشین کر سکتا ہے تو اُس کو دوسروں کے سامنے اسپیچ یا وعظ کرنے کی جرأت نہیں پڑیگی۔ اسی طرح صناع اور موجد اگر اپنی صنعت یا ایجاد کردہ شے کی عزت اوّل آپ نہ کرے گا تو اُس کو عوام کے سامنے پیش نہ کریگا اور اُسکے فائدہ سے خود بھی محروم رہیگا اور دوسرونکو بھی محروم رکھیگا۔

ہاں اپنی ذات میں موجودہ صفت کا اندازہ کرنا ضرور ہے یعنی یہ نہ ہو کہ اپنی تھوڑی سی خوبی کو بہت بڑی بات سمجھنے لگے کیونکہ ایسی حالت میں مقصد بد کامیابی نہیں ہوتی اور اس عدم کامیابی کو دوسرے لوگوں کی نافہمی کے ساتھ منسوب کرنے لگتا ہے اور آیندہ کو اپنی حالت میں ترقی یا اصلاح کرنے سے رُک جاتا ہے۔

عید

عید عود سے نکالا گیا ہے جس کے معنی ہیں دوبارہ واپس آنے کے کیونکہ ہر ایک دن سال بھر کے بعد گویا کہ پھر واپس آتا ہے اور چونکہ سال کے بعض دن خوشی کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں اس واسطے عید اصطلاحی معنی خوشی کے بھی پڑ گئے ہیں حجاز میں عیدوں کے ایام میں جب دوست احباب ملاقاتی اشخاص ملتے ہیں تو ایک ان میں سے اول کہتا ہے "من العائدین الفائزین" جس کے جواب میں دوسرا کہتا ہے "اللہ یعود علینا و علیکم بخیر" یعنی خدا اُس دن کو ہمارے اور تمہارے واسطے خیریت کے ساتھ پھر لوٹا کر لائے جیسے سب قوموں میں خوشی کرنے اور عید منانے کے دن اور تاریخیں مقرر ہیں مثلاً ہندوؤں میں ہولی جو آدھے چیت میں ہوتی ہے اور دوالی جو آخر کاتک میں ہوتی

خدا ئے تعالیٰ ہم کو عقل دیوے اور ہدایت کرے۔

حقوق والدین

والدین کا ادب اور فرمانبرداری تعلیمات اسلام میں داخل ہے انکی روبرو سخت کلامی کرنے کو قرآن شریف میں منع آیا ہے ان کے روبرو ملایمت اور تواضع سے بات کہنی اور اُن کے ساتھ احسان کرنے کی ہدایتیں ہیں والدین کی محبت اور خدمت کو فراموش کرنا انسانیت کے خلاف ہے اُن کے بیجا غصہ کو بھی جہانتک ممکن ہو صبر اور تحمل سے برداشت کرنا قبول احسانمندی اور ادار شکر کی علامت ہے۔ والدین کی نافرمانی سے اولاد کو مالی نقصان بھی پہونچ سکتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی میں اپنے مال و جائداد کو دوسروں کو دے سکتے ہیں۔

والدین کی جس قدر دولت اولاد پر صرف ہوتی ہے وہ اُنکا احسان ہے کیونکہ وہ اپنے مال کے مالک ہیں اُنکی زندگی میں اولاد کو باپ کے مال پر تصرف کا حق نہیں ہے۔ طالب علموں کو چاہئے کہ والدین کے عطیوں کو شکریہ سے قبول کیا کریں اور سوائے شدید ضروریات کے اُن سے ہرگز مانگا نہ کریں خوش خوراکی اور خوش پوشاکی کے واسطے والدین سے مانگنا ایک قسم کی بیحیائی ہے اور سب سے زیادہ خرابی اُس میں یہ ہے کہ والدین سے مانگتے مانگتے اوروں سے مانگنے اور دوسروں کی کمائی ہوئی دولت پر نظر رکھنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پڑھنے سے فارغ ہو کر فوراً طالب معاش میں مصروف ہو جانا لازم ہے نہ کہ کاہلی سے والدین کے ہی اموال پر بھروسہ کریں اور والدین کے وبال ہو جائیں اگر خدا تعالیٰ اُن کو وسعت دے تو کم سے کم اُسقدر روپیہ جسقدر کہ اُن کی تعلیم میں صرف ہوا ہے والدین کو باادب واپس کر دینا چاہئے۔

حقوق اولاد

اولاد کے حقوق بھی والدین پر ہیں اولاد کی پرورش اور

صدقہ اور عید الضحیٰ میں بعد از نماز قربانی کرنا ہر ایک اہل مقدور پر واجب ہے۔ اِن سب باتوں کا بیان کتب فقہ میں مفصل موجود ہے۔

کچھ دن اوّل مسلمان اور ہندو تیوہاروں اور عیدوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ خوشی میں شریک ہوتے تھے مگر یہ عمدہ رواج اب روز بروز کم ہوتا جاتا ہے۔

مذہبی عیدوں یا خوشیوں کے دن کے سوا ہر مُلک میں ایکدن ایسی خوشی کا ہوتا ہے جس کی خوشی ہر ایک مذہب والے کو منانا چاہیئے یعنی بادشاہ وقت کی سالگرہ کا دن جو ہندوستان میں ۲۴ مئی کو ہوا کرتا ہے جس دن کہ مسلمانان ہند کو عموماً عید منانا چاہیے اور عزت کرنا چاہیئے۔ مولانا السلطان المعظم کی جس قدر عیسائی اور یہودی رعیت ہے وہ حضرت سلطان کی سالگرہ کے دن اپنے مکانوں کو آراستہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔

سالانہ خوشیوں کے سوا سب قوموں میں ہفتہ میں ایک دن آرام و خوشی کا ہے۔ جس طرح عیسائیوں میں اتوار اور یہودیوں میں شنبہ کا دن اور مسلمانوں میں یہ دن جمعہ کا ہے۔ جمعہ کو چھوٹی عید کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی نماز کی اذان ہو تو کاروبار تجارت کو بند کردو اور نماز کے واسطے حاضر ہو جاؤ۔ مکہ مکرمہ میں اذان کے ہوتے ہی تمام تاجر کھلی ہوئی دوکانیں چھوڑ کر نماز کو چلے جاتے ہیں اور دوکان کے دروازہ پر صرف سوت کے جال کا پردہ لگا جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی مسلمانوں کو جمعہ کی نماز تک تجارت و کاروبار بند رکھنا چاہیئے۔

جمعہ کی نماز مسجد جامع میں ہونا افضل ہے اور جمعہ کے دن بڑی مسجدوں میں جمع ہونے سے ضرور اسلام کی شوکت بڑھتی ہے مگر اب تو ہر ہر مسجد میں جمعہ کی نماز ہونے لگی ہے جس کے سبب سے وہ شان جو قوم کے ایک جگہ پر جمع ہونے سے پیدا ہوسکتی ہے کم ہوگئی ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی سلمان رعایا کو خوش رکھتے ہیں اُنکو بڑے بڑے عہدے دیتے ہیں مگر اس خیال میں بہت سی غلطیاں ہیں۔ اوّل تو اس بیان میں بہت مبالغہ ہے۔ دوسرے روسیوں کی حکمت عملی میں بڑا عیب یہ ہے کہ وہ اپنی رعیت کی دماغی قوت کو ترقی نہیں دیتے تاکہ رعیت حقوق کے سمجھنے اور اُس کے حاصل کرنے کے قابل اپنے آپ کو بنانے اور اُس کے مانگنے کے لائق نہ ہو اور محض دکھاوے کے واسطے ایک آدھ معدود کا عہدہ کسی مسلمان کو دست بردار دے دیتے ہیں تاکہ لوگ اور بھی دھوکے میں پڑے رہیں اور اپنی دماغی ترقی اور لائق بنانے میں خود بھی کوشش نہ کریں۔ سوئم روسیوں نے زمانہ حال میں یعنی انہیں بیس برس کے اندر یہودیوں کو اپنے ملک سے نکل جانے پر مجبور کیا جن بیچاروں کو اپنی رہیوں کی جائدادیں کوڑیوں کے مول بیچ بیچ کر روس کی سلطنت سے نکلنا پڑا اور اب بھی جس قدر یہودی باقی ہیں وہ تمام ملکی حقوق سے محروم ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کی سلطنت دوسری قوموں کے حق میں سخت خطرناک ہے مسلمانوں کی جو کچھ وہ رعایت کرتے ہوں وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ابھی مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں ہے کہ یہودیوں کی طرح وہ ملک چھوڑنے پر مجبور کئے جا سکیں لیکن اگر کسی وقت میں مسلمان ایسی بے کسی میں ہو جائیں جیسے کہ یہودی ہیں تو کوئی وجہ اس بات کے باور کرنے کی نہیں ہے کہ روس کی سلطنت مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک نہ کرے گی جیسا کہ اس نے یہودیوں کے ساتھ کیا ہے۔

فرانسیسیوں کی حکومت افریقہ میں جا بجا ایسے قطعات میں ہے جہاں پر بہت سے مسلمان رہتے ہیں اور پرتگیزوں کی حکومت جزیرہ [illegible] فرانسیسیوں اور پرتگیزوں کی زیر حکومت غیر اقوام [illegible] کے سخت نہیں ہے مگر مشکل اس کے ہے

خبر گیری اور تربیت شرعاً موجب اجر و ثواب اور داخل عبادت ہے بچہ پن میں اولاد کی بُری تربیت کا رنج و غصہ تمام عمر والدین کو اُٹھانا پڑتا ہے اور لا علاج ہوتا ہے۔

والدین کو جس طرح پر بچوں کے صحیح اور تندرست رہنے کی خواہش ہوتی ہے اسی طرح اُن کی تعلیم کی فکر بھی کرنا لازم ہے نکمی اولاد والدین کے حق میں وبال ہوجاتی ہے۔ ناز۔ چونچلوں میں یا اُنکے عقیقہ۔ بیاہ شادی وغیرہ کی تقریبات میں روپیہ صرف کرنا اولاد کے ساتھ محبت میں داخل نہیں ہے بلکہ یہ تو اپنی شان و شوکت دکھانے کے واسطے کیا جاتا ہے۔ اولاد کی اصلی محبت یہ ہے کہ اُن کی تعلیم اور تربیت میں اچھی طرح کوشش اور اُس میں خرچ کیا جائے تاکہ بڑے ہونے کے بعد اُس کا نفع اُن کو ملے وہ خود کمانے کے لائق ہو جائیں۔ اپنی پرورش کر سکیں اور ماں باپ بھی اُن کے مصارف سے سُبکدوش ہو جائیں بچہ پن میں اُن کی پیاری پیاری باتیں سننے کے واسطے یا اُنکے رونے اور کڑھنے کا خیال کرکے پڑھانے میں تاکید نہ کرنا اولاد کے حق میں دشمنی کرنا ہے۔ لڑکا جب سمجھدار ہو جاتا ہے تو اُس کا دل پڑھنے میں نہیں لگتا۔ علی الخصوص جبکہ بچپن میں اُس پر پڑھنے کی تاکید نہ رکھی گئی ہو لڑکیوں کو زیور پہنانا علاوہ بے فائدہ کام کے بارہا موجب خطرہ ہوا ہے یعنی زیور کے لالچ میں اُنکی جان جاتی رہی ہے لڑکیوں کی تعلیم اور تربیت بھی ویسی ہی ضرور ہے جس طرح لڑکوں کی۔

یوروپین قوموں کی حکومت مسلمانوں پر

اس زمانہ میں قریب قریب تمام دنیا پر یورپ کی قومیں حکمران ہیں۔ اُن میں سے چار عیسائی سلطنتیں ایسی ہیں جن کا تعلق مسلمانوں کے ساتھ بہت ہے یعنی ایک روسیوں دوسری فرانسیسیوں تیسری پرتگیزوں اور چوتھی انگریزوں کی سلطنت۔ روس کی سلطنت میں وسط ایشیا کی بہت سی مسلمان قومیں ہیں۔ اگرچہ روسیوں کی نسبت

لباس وغیرہ کے واسطے اپنی واپسی تک کا خرچ دے سکے
مسائل حج کتب فقہ میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ حج ایک [illegible] حکم
مذہب اسلام کا ہے جس کے ذریعہ سے لکھوکھا ایسے زا[illegible]
سال سیر وسفر کر سکتے ہیں جو بغیر حج کے ہرگز گھر سے با[illegible]
لوگ اس حیلہ سے دنیا کے ایک وسیع حصہ کے [illegible] اپنے [illegible]
ارض مقدس حجاز تک کے حالات کو اپنی آنکھوں سے [illegible] ہیں
اور کچھ نہ کچھ دنیا اور مختلف ملکوں کی کیفیت سے واقف [illegible] ہیں
تمام دنیا کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ ایک جگہ پر جمع [illegible] ہیں۔
حاضرین عرفات کا بطریق اوسط تخمینہ یہ ہے۔

ہندوستان کی طرف سے جانے والے	۱۲ ہزار
ملک جاوا اور سماٹرا کی طرف سے آنیوالے	۱۲ ہزار
ٹرکی وبلاد افریقہ سے آنے والے	۲۵ ہزار
بحرین۔ عراق۔ مسقط وغیرہ سے براہ بحر آنیوالے	۱۵ ہزار
برعرب وبرشام سے براہ خشکی آنے والے	۱ لاکھ
مکہ مکرمہ۔ جدہ۔ طایف وغیرہ کے رہنے والے۔	[illegible] ہزار
کل	۲۵۴۰۰۰

حجاز میں بوجہ گرم ملک ہونے کے قوافل عموماً رات کے وقت سفر کیا
کرتے ہیں اس وجہ سے ہر ایک حاجی اکثر اوقات رات کے دو یا تین بجے
کے قریب داخل مکہ مکرمہ ہوتا ہے جیسا کہ لازمہ ادب ہے مطوف اسی
وقت حاجیوں کو ادعیۂ مسنونہ پڑھاتے ہوئے حرم محترم میں لیجاتے ہیں
حاجی پچھلی رات کو سنسان وقت میں ایک وسیع احاطہ یعنی حرم محرم کے
خانہ کعبہ کو ایسی طرح پر دیکھتا ہے کہ اس کے چاروں طرف اور تمام
حرم میں روشنی کی غرض سے ہزارہا قندیلیں جلتی ہوتی ہیں اور
کعبہ کے چاروں مطاف میں بحر انسانی کی ایک موج گھومتی ہوتی
ہے۔ خانہ کعبہ پر سیاہ رنگ کا غلاف پڑا ہوتا ہے اور اس کے درمیان
میں زریں پٹی اور در کعبہ پر سنہری پردہ آویزاں ہوتا ہے پس

جس طرح انسان بیل وغیرہ کو صرف اپنے نفع کے واسطے کھانے پینے کو دیتا ہے تاکہ اُس کی گاڑی میں یا ہل میں کام دینے کے واسطے زندہ رہیں۔

انگریزوں کی حکومت میں ہندوستان اور برہما میں بہت سے مسلمان ہیں اگر چشم انصاف ہو تو دل سے انگریزی سلطنت کا شکر گذار ہونا چاہتا ہے کیونکہ انگریزی سلطنت ہندوستانیوں کو تعلیم دینے میں اور اُن کے خیالات کو آزاد کرنے میں دل وجان سے کوشش کر رہی ہے۔ انگریزوں کی رعیت جس قدر تعلیم یافتہ اور قابل ہوتی جاتی ہے اُسی قدر وہ حکومت میں شریک کیجاتی ہے اُس کو عہدے اور رتبہ دیے جاتے ہیں۔ مسلمان جو اس سے کم فائدہ حاصل کرتے ہیں اور ترقی نہیں کرتے اس کا الزام انگریزی طرز حکومت پر نہیں ہے بلکہ خود مسلمانوں پر ہے۔ کیونکہ وہ کس واسطے لیاقت کے پیدا کرنے میں اور علم کے حاصل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ پس انگریزی حکومت مسلمانوں کے حق میں ان سب سے بہتر ہے اور جسکی شکر گذاری اور اطاعت کرنا ہندوستان کے سب مسلمانوں کیواسطے مفید اور لازم ہے۔

حج

حج کہتے ہیں نویں ذی الحجہ کو بعد دوپہر کے میدان عرفات میں حاضر ہو جانے کو۔ حج فرض ہے تمام عمر میں ایک مرتبہ ہر ایسے مسلمان پر جو بالغ ہو یعنی بچہ نہ ہو۔ آزاد ہو یعنی غلام یا قیدی نہ ہو۔ عاقل ہو یعنی دیوانہ نہ ہو۔ تندرست ہو یعنی دائمی مریض نہ ہو اور باوجود ان صفات کے موجود ہونے کے اُس کے پاس اس قدر روپیہ یا سرمایہ ہو جس کے ذریعہ سے گھر سے عرفات تک جانے اور وہاں سے گھر تک واپس آنیکے واسطے زاد راہ اور کرایہ سواری کے مصارف ادا کر سکے اور نیز اپنے بال بچوں کے کھانے پینے اور ضروریات یعنی کرایہ مکان

کی جانب۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت ابراہیم نے اپنے صاحبزادہ حضرت اسمعیل
کو خدا کے نام پر قربانی کرنے کا قصد کیا تھا حج کے بعد عرفات سے واپس آکر
یہاں پر تین روز ٹھیرنا مسنون ہے۔
یہ قصبہ تمام دُنیا میں عجیب و بے نظیر ہے کیونکہ سال بھر تک ویران پڑا رہتا ہے
اور صرف ہفتہ عشرہ کے واسطے ایسا آباد اور تجارت کی منڈی ہو جاتا ہے کہ
بڑے بڑے شہر اُس کا مقابلہ بمشکل کر سکتے ہیں۔
مکہ مکرمہ کے آسودہ اشخاص نے خود اپنے ٹھیرنے یا حجاج کو کرایہ پر دینے
کے واسطے بڑی بڑی عالیشان لکھو کہا روپیہ کی قیمت کی عمارتیں بنا رکھی ہیں
علاوہ اُن مقامات کے حجاج کو مفت ٹھیرنے کے واسطے مکانات اور سرکاری
یعنی ٹرکی گورنمنٹ کی طرف سے شفاخانہ وغیرہ پبلک بلڈنگس بھی یہاں ہیں
یہ سب عمارتیں تمام سال بالکل بے آباد رہتی ہیں اُس نواح کے بدّو بطور دربان
اُن کے محافظ رہتے ہیں مگر رہتے اُس میں وہ بھی نہیں اپنے اپنے گاؤں میں رہتے
ہیں اور ہفتہ عشرہ میں ایک آدھ پھیرا کر جاتے ہیں جو مکانات کہ کرایہ کے
واسطے ہیں اُن میں ہفتہ کا کرایہ اس قدر ملتا ہے جتنا کہ کسی شہر میں سال
بھر کا ملتا ہے اسوجہ سے اِن مکانوں کے بنانے والوں کو کسی قسم کا خسارہ
نہیں ہوتا ہے۔ ایام حج میں کئی لاکھ آدمیوں کے اِدہر اُدہر آنے جانے ا
چلنے پھرنے، بیع و شرا کی وجہ سے منا نہایت ہی بارونق شہر ہو جاتا ہے اور
بڑی دل لگی اور تفریح رہتی ہے۔
اسی اعتبار سے مگر اِس کی مخالف حیثیت سے مکہ مکرمہ بھی دنیا کے عجیب شہروں
میں سے ہے۔ مکہ مکرمہ کے باشندوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے جن
میں سے قریب قریب کل کے مرد اور نیز عورتوں کا بھی ایک بڑا حصہ حج کے
واسطے عرفات کو چلا جاتا ہے اسوجہ سے نویں تاریخ کو ذی الحجہ کی مکہ میں سوائے
شیخ الحارہ یعنی چوکیدار یا سرکاری فوج کے تھوڑے سے آدمیوں کے کوئی
نہیں موجود ہوتا۔
بازار جو آدمیوں سے سال بھر بھرے رہتے ہیں سنسان ہو جاتے ہیں۔

کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی نور اسلام یا قومی فیلنگ ہے نا ممکن ہے کہ اُس پر عجیب رعب و داب کا اثر ایک ایسی عمارت کے روبرو اپنے آپ کو دیکھکر نہ ہو جس کی عظمت اور شان کو کروڑں نہیں پدموں اور مہا سنکہوں انسانوں نے اور صرف معمولی انسانوں ہی نے نہیں بلکہ کھوکھا بادشاہوں شہنشاہوں عالموں اور فلاسفروں نے تسلیم کیا ہے الا یہ کہ خدا تعالٰی نے اُس کے دل کو بے حس اور تاریک محض کر دیا ہو۔

غرضکہ یہاں پہنچکر حاجیوں کے گروہ اپنے اپنے معلموں کے ہمراہ دعا خواناں سات بار کعبۃ اللہ و بیت اللہ کے چاروں طرف ایک عجیب دلی جذب اور حصول مقصود کی خوشی میں گھومتے ہیں جس کو اصطلاح مذہب میں طواف کہتے ہیں اور طواف سے فراغت کر کے اپنے اپنے مسکنوں کو چلے جاتے ہیں۔

جو لوگ کہ سرکاری ملازم ہیں وہ تو مجبور ہیں لیکن جن لوگوں کو فراغت حاصل ہے اُن کو کم سے کم دو حج کئے بغیر چلا آنا حقیقت میں نہایت افسوس کی بات ہے۔ کیونکہ مُلک حجاز ایک عجیب لطیف ملک اور مسلمانوں کا مرکز ہے حج کے قریب پہونچنے اور حج کے بعد ہی واپس چلے آنے سے انسان مطلق اُس مُلک کے حال سے واقف نہیں ہوتا ہے۔ اہل مکہ کی آزاد خیالی اور آزاد زندگی اُن کی شگفتہ مزاجی، اُن کی صفائی اور ستھرے پن سے رہنے، اُن کے سیر و تماشے کے شائق ہونے اور دوست احباب سے ملنے جلنے، خوش خوراکی خوش پوشاکی سے زندگی بسر کرنے، اُن کے کاروبار اور تجارت کی مصروفی، ایام حج میں سال بھر کے واسطے روزی کمانے کی فکر اور تدابیر، غرض اُن کی زندگی سیلف ہیلپ اور سیلف ریسپکٹ اصول پر بسر ہونے کو کوئی شخص اُس وقت تک نہیں دیکھ سکتا تاوقتیکہ وہاں پر کم سے کم ایک سال نہ رہے۔

منا ایک قصبہ ہے مکہ مکرمہ سے کوئی دو میل کے فاصلہ پر عرفات

خادمین روضۂ مطہرہ کے اور کوئی نہیں جانے پاتا ہے۔
علاوہ ان قافلوں کے سال بھر میں ایک مرتبہ نوجوانان مکہ و جدہ وغیرہ
سانڈنیوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کو جاتے ہیں جس کو وہاں کی اصطلاح
میں رکب کہتے ہیں۔ جوانان مکہ مکرمہ کو زیارت رسول کے لئے رکب پر جانیکا
ایسا شوق ہوتا ہے کہ اگر گھر میں روپیہ نہیں ہوتا ہے تو قرض لے کر جاتے
ہیں جس کو ایام حج میں ادا کر دیتے ہیں۔ رکب پر ہر ہر محلہ سے جدے جدے
جاتے ہیں اور بہت قدیم زمانہ سے ہر محلہ کے رکب کی روانگی اور واپس ہو کر
داخل ہونے کی تاریخیں ایسی معین ہیں کہ ان میں فرق نہیں پڑتا۔ ہر
ایک رکب میں جس قدر رفقا ہوتے ہیں اُن میں سے ایک شخص شیخ الرکب ہوتا
ہے جس کے متعلق جانے آنے اور راستہ میں رکب کا انتظام رہتا ہے۔ یہ
شیخ نسلاً بعد نسلٍ ایک خاندان میں سے ہوتا ہے۔ ہمارے محلہ یعنی شامیہ محلہ
کے رکب کا شیخ شیخ الیاس کے خاندان سے ہوتا ہے جس روز رکب روانہ ہوتے
کو ہوتی ہے صبح سے شیخ الرکب کے دروازہ پر جھنڈیاں آویزاں کیجاتی ہیں
اور شام کو چھڑکاؤ ہوتا ہے اور رکب کے روانہ ہونے کے قریب سب رفیق
اپنے اپنے اونٹوں کو آراستہ کر کے شیخ الرکب کے دروازے پر آکر کھڑے
ہوتے ہیں اور ایک خوش الحان شخص درود شریف باواز بلند پڑھتا ہے اور
رکب روانہ ہو جاتی ہے لیکن جب رکب لوٹ کر آتی ہے تو بڑا اہتمام ہوتا ہے
جن جن محلوں سے ہو کر رکب گزرتی ہے وہاں پر اس قدر خلق اللہ کا اژدہام
ہوتا ہے کہ حد بیان سے باہر ہے بازار اور زمین سے لے کر چومنزلہ مکانات کی
کھڑکیاں اور چھتیں سفید پوش اور مہذب انسانوں سے بھری ہوتی ہیں
لڑکے بچے نہایت زرق برق لباس پہنے ہوئے تماشائیوں میں شریک ہوتے
ہیں غرضکہ بہزار انتظام عصر کے بعد رکب داخل شہر ہوتی ہے یہ سب اونٹنیاں
نہایت ہی عمدہ عمدہ ساز و سامان سے آراستہ ہوتی ہیں جن پر ایک ایک آدمی
سوار ہوتا ہے شیخ الرکب معہ اپنے بیرق کے آگے آگے ہوتا ہے اور یہ سب درود
خواناں ذوق و شوق میں سانڈنیوں کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں جہاں پر

حرم شریف میں چند خادمان حرم کے سوا کوئی آدمی نظر نہیں آتا غرضکہ ایک تعجب خیز شہر خاموشاں ہوجاتا ہے دسویں تاریخ کی صبح سے کچھ کچھ لوگ آنے لگتے ہیں اور گونہ آبادی ہوجاتی ہے۔

حجاج اور اہل مکہ کو سب سے زیادہ خوشی یہ ہوتی ہے کہ وہ زیارت رسول سے مشرف ہوں یعنی مدینہ طیبہ کو جائیں۔ مدینہ طیبہ کو مکہ اور جدہ سے سال بھر میں تین قافلے جاتے ہیں۔ پہلا قافلہ جمادی الثانی میں دوسرا شہر رجب میں اور تیسرا آخری ذی الحجہ میں۔ پہلا قافلہ جو جمادی الثانی میں جاتا ہے اس میں حاجی تو کم ہوتے ہیں مگر اہالی مکہ و جدہ وغیرہ بہت ہوتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے چلکر آٹھ دس روز میں انسان جبکہ اُس میدان میں پہونچتا ہے جہاں سے قبہ نبوی نظر آتا ہے تو اُس کو ایسا سرور آتا ہے جو اور کسی شے میں ممکن نہیں ہے۔ قریب مدینہ کے دوست احباب یا مزور عمدہ عمدہ لباس پہنے ہوئے زایرین کی پیشوائی کو موجود ہوتے ہیں اور جیسے ہی کہ حاجی مسجد نبوی میں داخل ہوتا ہے اُس کی نفیس اور نازک عمارت اور آرایش اور زینت کو دیکھکر ہچکچا جاتا ہے تھوڑی دُور چلکر اپنے آپ کو شہ کونین کی قبر اور جسد مطہر کے روبرو پاتا ہے جہاں پر کثرت سے زن و مرد باادب ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور بہت سے مزور حاجیوں اور زایرین کو باواز بلند درود شریف پڑھاتے ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے چشم بصیرت عطا فرمائی ہے وہ ایک ایسی ذات کا جاہ و جلال تصور کرکے جس کی روحانی حکومت کو صدہا سال سے کروڑوں اور ہر ایک طبقہ کے انسانوں نے تسلیم کیا ہے رو دیتا ہے آپ کی قبر مبارک آپ کے حجرۂ مقدس میں ہے۔ لیکن اُس کے چاروں طرف دیوار بنی ہوئی ہے جس کے سبب سے وہ اصلی حجرہ نظر نہیں آتا اور یہ دیوار بھی زرکار سبز اطلس۔ اطلس کے غلاف ہمایوں سے منڈھی ہوئی ہے اور اسی طرح پر جو جالی اس دیوار کے اطراف میں ہے وہ بھی مطلا اور مذہب اطلسی پردوں سے ڈھکی رہتی ہیں اور سلام و درود جو زایرین پڑھتے ہیں وہ اس جالی کے باہر کھڑے ہوکر پڑھا جاتا ہے اور بہ نظر ادب اِس جالی کے اندر سوا

گھنٹے یا ایک دو دن بسر کرنے کو جب کبھی گیلہ سبزہ زار کے موقع پر کیا جاتا
ہے تو وہ نہایت ممدوح ہے۔

گیلہ میں کبھی تو ایک ہی شخص سب کی مہمانی اور دعوت کرتا ہے مگر اکثر یہ ہوتا
ہے کہ تمام خرچ دوست احبابوں پر حصہ رسدی بانٹ لیا جاتا ہے۔

دوریہ کہتے ہیں اس کو کہ ہفتہ میں کسی معین دن پر مثلاً جمعہ کو یا اور کسی
دن سب دوست ایک دوست کے گھر پر جمع ہوا کریں لیکن جس قدر دوست
اس معاہدہ میں شریک ہوں گے باری باری سے ایک ایک کے گھر سب دوست
جمع ہوتے رہتے ہیں گیلہ یا دوریہ کسی خاص فرقہ پر مخصوص نہیں ہے۔ امرا
متوسط الحال اور عوام لوگ اور علما اور غیر علما سب اپنے اپنے درجہ یا ہم خیال
لوگوں کے ہمراہ گیلہ اور دوریہ کے جلسے کرتے ہیں۔ عورتیں بھی مردوں
سے کم گیلوں کی شایق نہیں ہیں وہ بھی اپنے ہم جنس یعنی عورتوں کی جمعیت میں
ہنسی خوشی سے غم غلط کرتی رہتی ہیں۔ دوریہ البتہ عورتوں میں نہیں ہوتا

اہل مکہ کی زندہ دلی یہاں تک ہے کہ شعبان کے مہینے میں علی الخصوص
اس کے آخر میں سیر و تماشا اور دعوتوں اور دوستوں کی صحبتوں کے ضرور
جلسے کرتے ہیں جس کو کہ شعبان منانا کہتے ہیں ان جلسوں کی وجہ سے
لفظ شعبان منصرف ہو گیا ہے یعنی اکثر ایک واقف کار دوسرے ملاقاتی سے
سوال کرتا ہے کہ "انت شعبنت" یعنی تو نے شعبان منا لیا اگر وہ شعبان منا
چکا ہوتا ہے تو کہتا ہے "ایوہ شعبنا" وغیرہ وغیرہ۔ پھر رمضان شریف کو
بھی اعلیٰ درجہ کی انبساط اور خوشی میں پورا کرتے ہیں روزہ کا افطار دوستوں
کے گھروں پر کرنا ایک نہایت ہی ضروری رسم ہو گئی ہے جس کے واسطے نہایت
ہی نفیس اور لذیذ کھانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ آسودہ اشخاص صرف
رمضان شریف کے واسطے بڑے بڑے کرایہ دے کر حرم شریف کے متعلق
مکانات کو کرایہ پر لیتے ہیں جہاں دن رات رہتے ہیں۔

مکہ کی عورتوں کو مکانات کو صفائی چیزوں کو درستی سے رکھنے میں بڑا
سلیقہ ہے شادیوں وغیرہ کی تقریبوں میں زرق برق لباس پہننے کی بہت

ہوکر یہ گذرتی ہیں عورتیں تحسین اور آفرین کی غرض سے ایک خاص دلچسپ
آواز بلند کرتی ہیں جو لوگ کہ زیارت کو گئے ہوئے تھے اُن کے گھروالے
اوّل سے عمدہ عمدہ کھانوں کو تیار کراتے ہیں اور اپنے دوستوں اور احبابوں
کو دعوت کر بلاتے ہیں آنے کے قریب وقت میں مکان پر چھڑکاؤ کرایا جاتا ہے
اور چونکہ شام ہی کو رکب داخل ہوتی ہے اور وہی وہاں کھانے کا وقت ہو
تو اُس وقت اوّل سے سب مہمان جمع ہو آتے ہیں اور ذوق شوق سے باہم ملکر
تھوڑی دیر میں کھانے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ آنے والا زائر اپنے سفر کی رنج و
راحت کو بیان کرتا ہے۔ جس کو حاضرین طعام نہایت دلچسپی سے سنتے ہیں۔
چھوٹے بچے لڑکے یا لڑکیاں جب کبھی زیارت مدینہ کو اوّل ہی اوّل
جاتی ہیں تو اُن کی واپسی بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ شغدف یا
رکب جیسی صورت ہو اطلس و کمخواب سے ڈھکا ہوتا ہے رکب کی اونٹنی زیور
کے بوجھ کے مارے بیٹھی جاتی ہے۔ لڑکا یا لڑکی نہایت چمک دمک کے کپڑے
اور زیور پہنے ہوتے ہیں اور ایک عجیب خوشی اُس گھر میں ہوتی ہے تمام محلہ
کے لوگ مبارکباد کے واسطے گھر پر آتے ہیں اِس چہل اور خوشی کو دیکھکر
اور بچوں کو بھی زیارت رسول کا دل سے شوق ہو جاتا ہے۔
مکہ کے باشندے زن و مرد علی الخصوص جن کو عرب کہتے ہیں نہایت ہی آزاد
سیر دوست، صفائی پسند، نازک خیال اور سویلائزڈ لوگ ہیں اور ترکوں
کے فیض صحبت سے اُن کے سلیقہ میں بہت ترقی ہوگئی ہے۔ دوستوں کے
ملنے جلنے، دعوت کہانے اور کھلانے اور زندہ دلی سے ایام حیات پورا
کرنے کے بڑے شائق ہیں عرب ذاتیات سے بحث بہت ہی کم کرتے ہیں وہ
یا تو اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور اُس سے فرصت ملتی ہے تو
ہنسی کھیل میں زندگی کو بسر کرنا مقدم جانتے ہیں۔ گیلوں اور دوریوں
کو بڑے تکلف اور اہتمام اور سادگی سے دائمی طور سے انجام دیتے ہیں۔
گیلہ (کاف کا زیر یائے معروف) کہتے ہیں شہر سے باہر یا شہر کے اندر
بھی (دنگر کم) کسی جگہ پر دوست جمع ہوکر ہنسی دل لگی یا گپ شپ میں چند

۵- کرایہ مکان مکہ مکرمہ۔ ۱۰عہ
۶- کرایہ اونٹ حج و مکان منا وغیرہ۔ ۲۰عہ
۷- حق الخدمت مطوف مکہ مکرمہ۔ ۱۰عہ
۸- کرایہ اونٹ و شغدف آمد و رفت مدینہ طیبہ۔ ۵۰ صہ
۹- مکان مدینہ طیبہ و حق الخدمت مزور مدینہ شریف ۲۰عہ
۱۰- خرچ خوراک گھر سے گھر تک ۶ ماہ بحساب فی یوم ۶ آنہ فی ماہ للعہ ۶۷ شہ
کل میزان۔ ۱۸ مہ

اگر کرایہ ریل کے تخمیناً ۵۰ اور بڑھائے جائیں تو ۱۸ مہ ہوتے ہیں لیکن حرج مرض کے واسطے احتیاطاً اور کچھ رکھنا چاہئے اور تین سو روپیہ سے کم ہمراہ لے کر گھر سے نہ چلنا چاہئے۔ اہل مقدور کو اپنی ذات خاص کے واسطے ایکہزار روپیہ کا تخمینہ کرنا چاہئے۔ عورتیں ہمراہ ہوں تو اُن کے واسطے فی کس بارہ سو روپیہ کا تخمینہ کرنا چاہئے خادمہ عورتوں کا خرچ مثل خادم مردوں کے ہوگا۔

مدت سفر

۱- قیام بمبئی میں جاتے وقت۔ ۱۰ روز
۲- بمبئی سے جدہ تک معہ قرنطینہ۔ ۲۳ روز
۳- جدہ میں قیام جاتے وقت اور جدہ سے مکہ مکرمہ تک۔ ۴ روز
۴- مکہ مکرمہ میں قبل الحج اوسط درجہ۔ ۱۵ روز
۵- آمد و رفت حج و قیام مکہ مکرمہ بعد از حج و قبل از روانگی مدینہ طیبہ۔ ۱۵ روز
۶- مدینہ طیبہ کے جانے اور آنے میں۔ ۴۰ روز
۷- قیام مکہ مکرمہ میں مدینہ طیبہ سے واپس آکر۔ ۷ روز
۸- مکہ مکرمہ سے جدہ تک اور جدہ میں اگ بوٹ کے ملنے تک۔ ۲۰ روز
۹- جدہ سے بمبئی تک۔ ۱۳ روز

چار مہینے ۱۳ روز

اگر بمبئی میں اور جدہ میں اگ بوٹ وقت پر ملسکے تو اس تخمینہ سے بیس پچیس روز

شایق ہوتی ہیں۔ وہاں پر زیور وغیرہ کا کرایہ پر ملنے کا دستور ہے جس کی وجہ سے غریب عورتوں کو بھی تھوڑا سا کرایہ دینے سے اپنی خوشی پوری کر لینے کا پورا موقع ملتا ہے۔

شادی بیاہ یا اور کسی قسم کی تقریبات میں آسانی کے واسطے دیگیں دیگچیاں رکابی۔ آہنی چولھے خوان وغیرہ اہل خیر نے منفرد آیا بہت سے لوگوں نے روپیہ جمع کر کے وقف کر رکھے ہیں جو کسی ایک شخص کے پاس رہتے ہیں اور ضرورت کے واسطے ہر ایک شخص کو نہایت آسانی سے اور بغیر کسی قسم کے صرف اور بغیر کسی کے ممنون ہونے کے یہ سب سامان میسر آجاتا ہے۔

اشراف یعنی اُمرائے مکہ کے خاندان میں زیور بھی ہزارہا روپیہ کی قیمت کا وقف شدہ موجود ہے جو ہر ایک کو علی الخصوص محتاج لڑکیوں کو ایام شادی میں پہنانے کے واسطے مُفت دیا جاتا ہے۔

لیکن باوجود ان سب خوبیوں کے لڑکے بچوں کو گلی کوچوں میں بکثرت دیکھکر عربوں کی عدم توجہی تعلیم کی طرف سے پائی جاتی ہے جس کو خیال کر کے نہایت افسوس ہوتا ہے اور اس عجب قوم کے جوہر بے علمی کی تاریکی میں دبے رہتے ہیں۔

سرکاری اسکول رشدیہ جو مکہ مکرمہ۔ جدہ۔ طایف۔ میں ہے اُن میں صرف ترکوں یا شامیوں کی اولاد پڑھتی ہے اور عربوں کا کوئی بچہ نظر نہیں آتا حالانکہ اُس میں تعلیم فری ملتی ہے اور اُس کے کامیاب طالبعلم سرکاری خرچ سے قسطنطنیہ کی یونیورسٹیوں میں بھیجے جاتے ہیں۔

معمولی خرچ حرمین شریفین تک کے جانے اور آنے کا تخمینہ یہ ہے

۱۔ کرایہ ریل کا گھر سے بمبئی تک تھرڈ کلاس کا۔ — جس قدر ہو

۲۔ کرایہ آگ بوٹ ڈیک (یعنی تو تک) کا دونوں طرف سے۔ — ۶۰

۳۔ فیس قرنطینہ وغیرہ۔ — ۱۵

۴۔ کرایہ مکان جدہ و کرایہ اونٹ و شغدف وغیرہ جدہ سے مکہ اور مکہ سے جدہ تک — ۵

کرنا اور اُن کا دُکھانا شرعاً اور عرفاً ممنوع ہے اور اِس طرح انسان بات ماننا بھی نہیں ہے۔

لیکن نصیحت کا یہ طرز بچوں اور اکثر اوقات ماتحتوں پر موثر نہیں ہوتا اُن کے واسطے مناسب زجر و توبیخ کی ضرورت ہوتی ہے۔

نصیحت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر مخاطب اُس کو قبول نہ کرے تو اُس سے ناراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے گروہ ٹوٹتا ہے اور اُس سے سوسائٹی کو ضرر پہنچتا ہے اور جماعت میں تفرقہ پڑ جاتا ہے۔

عورتوں کی تعلیم

عورتوں کی تعلیم بھی ایسی ہی ضروری اور مفید شئے ہے جس طرح پر مردوں کی تعلیم ضروری ہے کیونکہ امور خانہ داری مردوں کی کمائی کو سلیقہ سے صرف کرنا ایسی باتیں ہیں کہ اس زمانہ میں اُن کا جداگانہ علم ہو گیا ہے جس کا حاصل کرنا بغیر پڑھے بلکہ بغیر انگریزی پڑھے کے ممکن نہیں ہے اسی طرح بچوں کی پرورش اور اُن کا تندرست رکھنا اور اُن کی تربیت جیسی کہ اس زمانہ میں چاہئے وہ بغیر پڑھے اور اُس کا علم حاصل کئے نہیں آسکتی مذہباً بھی تعلیم نسواں کی ویسی ہی تاکید ہے جس طرح پر مردوں کی تعلیم کی یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم کا پڑھنا مسلمان مرد اور مسلمان عورت دونوں پر فرض ہے۔ قدیم زمانہ سے مسلمانوں میں مرد اور عورتوں کی تعلیم ایک ہی قسم کی رہتی آئی ہے پس اِس زمانہ میں بھی عورتوں کی تعلیم میں اُسی قدر ترقی اور ترمیم ہونی چاہئے جسقدر کہ مردوں کی موجودہ تعلیم کے ساتھ موزوں ہو۔

توکل سیلف ہیلپ

توکل اور سیلف ہیلپ دونوں ایک شے ہیں توکل کے معنی ہیں توکلاً علی اللہ یعنی خدا پر بھروسہ کرنا اور سیلف ہیلپ کے معنی ہیں اپنی مدد آپ کرنا۔ اپنی مدد آپ کرنے سے مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی مدد پر بھروسہ نہ کیا جائے جو کام کرنا ہو اُس میں خود محنت کرنا اور

کم میں سفر طے ہو سکتا ہے مگر بعض احتمالات طوالت سفر کے بھی ہیں اس واسطے چھ مہینے سے کم کا تخمینہ گھر سے گھر تک نہیں کرنا چاہئے۔
یہ تخمینہ مدینہ طیبہ کو بعد حج کے جانے کا ہے اگر قبل حج مدینہ طیبہ جایا جائے تو بھی مدت سفر کا یہی تخمینہ رہے گا۔

نصیحت

نصیحت ایک طبعی خاصیت انسانی ہے یعنی انسان کا میلان بہت کچھ دوسروں کے سمجھانے اور نصیحت کرنے پر ہے۔ شرعاً بھی نصیحت کرنیکا حکم ایک مسلمان کوئی غلطی یا اپنا نقصان کر رہا ہو تو دوسرے مسلمانوں کو حق ہے کہ اُس کو نقصان کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ لیکن نصیحت کی موقع اور محل کو نظر انداز کرنا سخت غلطی ہے نیچر نے انسان میں ایسی خاصیت بھی رکھی ہے کہ وہ اکثر علانیہ اور صریحی نصیحت کو اپنی حقارت سمجھتا ہے اور بجائے اُس پر کاربند ہونے کے ضد کرنے لگتا ہے۔ نصیحت کرنے کے واسطے موقع کا ضرور انتظار کرنا چاہئے اور تنہائی اور ملائمت سے سمجھانا مناسب ہے پیچھے پڑ جانا بھی کدورت باہمی کا باعث ہوتا ہے اس وجہ سے سمجھدار آدمی کو صرف ایک یا دو بار سمجھا دینا کافی ہے علاوہ بریں دوسرے کو نصیحت کرتے وقت خود بھی اپنے آپ میں غور کر لینا چاہئے کہ وہ عیب خود ناصح میں تو نہیں ہے کیونکہ اگر خود میں بھی وہ عیب موجود ہوگا تو دوسرے پر نصیحت کا اثر نہیں ہوگا ایسی حالت میں اوّل خود عیب کو چھوڑنے کی کوشش کرنا چاہئے نصیحت کرنے کے ایک عمدہ طریقہ کی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حکایت منسوب کیجاتی ہے وہ یہی ایک نہایت فیاضانہ طریقہ ہے یعنی جبکہ آپ نے ایک شخص کو بے قاعدہ وضو کرتے دیکھا تو دوسرے وقت خود اُس کے سامنے وضو کرکے پوچھا کہ اس میں غلطی تو نہیں ہے جس کو وہ بھی پا گیا اور پھر اُسی طرح عمل کیا لیکن ایسے سمجھدار بہت کم ہوتے ہیں کہ اشاروں یا کنایوں سے نصیحت حاصل کریں۔ نصیحت میں اس بات کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ جس کو نصیحت کیجائے اُس کا دل نہ دُکھے اور نہ اُسکی حقارت ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کی حقارت

نکاح

چھوٹی عمر میں شادی کا کرنا ہندوؤں کی رسم ہے جو ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی اختیار کر لی ہے لڑکے کی شادی اُس وقت تک نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ وہ پڑھکر فارغ نہ ہوجائے اور اپنا کاروبار نہ کرنے لگے اس زمانہ میں تحصیل علم کا جو قاعدہ ہے اُس سے لڑکا بائیس یا تیئس برس سے کم عمر میں فارغ التحصیل نہیں ہوسکتا۔

لڑکوں کی شادی جلد کر دینا اُن پر ظلم ہے۔ بعد شادی کے اگر لڑکا پڑھنے کے واسطے کوشش جاری رکھے تو گھر نہیں رہ سکیگا اگر گھر رہا تو پڑھنا نہیں ہوسکے گا۔ علاوہ بریں جب تک مرد اپنی بیوی اور بال بچوں کا خرچ اپنے اختیار اور مرضی سے نہ کرے اُس وقت تک نہ تو خود وہ اور نہ اُس کے بال بچے اور بیوی خوش اور اطمینان سے رہ سکتے ہیں اور نیز والدین پر بھی رسم و رسوم کا خواہی نخواہی بار ہوجاتا ہے

علما کی خاطر و تواضع

عالم کا کام وہی ہے جو حاکم کا یعنی اصلاح کرنا۔ مفسدانہ خیالات سے انسانوں کو روکنا اور مفید باتوں کی تعلیم کرنا۔ اسی وجہ سے عالم کا درجہ بہ نسبت غیر عالم کے بہت زیادہ ہے اور حاکم کے درجہ کے مساوی ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ اپنے سے اعلیٰ تر شخص کے ساتھ باادب و فروتنی پیش نہ آیا جائے۔

علاوہ بریں جبکہ کوئی مولوی کسی کے گھر پر جاتا ہے تو صاحب مکان کا معزز مہمان ہوتا ہے اور مہمان کی خاطر تواضع یا قدر و منزلت میں کمی کرنا رسول خدا کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

شہر میں عالم آئے تو اہل محلہ اور دیہات میں جائے تو تمام گاؤں والوں کو چاہیئے کہ اُس کے کھانے پینے اور اپنے مقدور بھر راحت و آرام کی ضرور فکر کریں ایک شخص سب کچھ نہ کر سکے تو سب محلے والے یا سب گاؤں والوں کو چاہیئے کہ جُڑ ملکر انتظام کریں جو کچھ خدا تعالیٰ نے

معنی توکل علی اللہ کے ہیں یعنی صرف خدائے تعالیٰ کو قادر مطلق سمجھ
مخلوق سے مدد مانگنے کو حقیر سمجھے اور خود اپنے کام میں مصروف ہو جیسا کہ
رسول خدا اور آپ کے صحابہ کرام کا عمل تھا۔ توکل اور سیلف ہیلپ کے
ہم معنی ہونے کی مثال ایسی ہے جس طرح پر کہ اس زمانہ میں کچہریوں
وغیرہ کو ہم سرکاری یا شاہی عمارات اور انگریزی میں اُن کو پبلک بلڈنگس
یعنی عوام کی عمارات کہتے ہیں۔ بہرحال توکل کہو یا سیلف ہیلپ کہو اسکی عادت
ہر ایک انسان کو ڈالنا ضرور ہے کیونکہ اس عادت کے اختیار کر لینے سے
انسان دوسروں سے مدد مانگنے کو عار سمجھنے لگتا ہے اُس کا دل قوی ہو
جاتا ہے۔ مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں کاہلی جاتی رہتی ہے اور اپنا کام خود
انجام دینے کو دل چاہنے لگتا ہے بہت سے خصائل رذیلہ یعنی جھوٹی خوشامد
بیجا خوف۔ الحاح وزاری وغیرہ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے سفارش کرانا جس کا
نام ہے وہ حقیقت میں توکل یا سیلف ہیلپ کے مخالف ہے۔

بیشک انسان مدنی الطبع ہے یعنی آپس میں مل کر رہنے اور ایک دوسرے
کا باہم مل کام کرنے کا انسان میں طبعی میلان ہے لیکن اس کے یہ معنی
نہیں ہیں کہ انسان خود تو کچھ نہ کرے دوسروں پر اپنا بوجھ ڈالدے
سفارش پر بھروسہ کی عادت ڈال لینا ایک ایسی خصلت ہے کہ اول تو اُس
کے ملاقاتی اور دوست اُس کے ملنے سے گھبرانے لگتے ہیں دوم انسان خود
کاہل اور سست ہو جاتا ہے اور جب اُس کو سفارش میسر نہیں ہوتی تو
مایوس ہو کر بیٹھ رہتا ہے اور حصول مقصد کی تدبیر کرنے سے دل چرانے
لگتا ہے۔ علی الخصوص اِس زمانہ میں جو قانونی زمانہ ہے سفارش بہت کم
میسر آتی ہے اور بہت ہی کم مفید بھی ہوتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو خود اپنے
ہاتھ پاؤں چلا کر اور تدبیر نکال کر کام کرنا چاہئے اور اپنی کامیابی کا بھروسہ
خدائے تعالےٰ عزوجل پر رکھنا چاہئے اسی کا نام توکل ہے اور یہی سیلف
ہیلپ ہے۔

بیکاری اور بھیک مانگنے کی عادت بڑھ گئی ہے مانگنے سے حیا جاتی رہی ہے مزدوری اور پیشہ کرنے سے عار پیدا ہو گئی ہے اور سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ موٹے تازے بھیک منگے تو ہر جگہ پر پھیل گئے اور لوگوں کو تنگ اور خوشامد کرکے مرتے ہیں اور عاجز اور درماندے ادھلے لنگڑے خصوصاً پردہ نشین عورتیں فقر اور فاقہ میں مرا کرتی ہیں اگر اب بھی ہر شہر یا صدر مقام میں ضلع کے معتبر لوگوں کی کمیٹیاں مقرر کیجائیں۔ جن کے پاس زر زکوۃ جمع اور خرچ ہوا کرے تو حالت موجودہ سے بہتر انتظام ہو سکتا ہے اور نیز زمانہ حال میں (۱) یتیم خانوں میں (۲) غریب علی الخصوص انگریزی پڑھنے والے غریب طالبعلموں کے وظائف اور اسکالرشپوں میں (۳) اپاہج ضعیفا پردہ نشین محتاج عورتوں کو دینا بہترین مواقع ادائے زکوٰۃ کے ہیں۔

علاوہ زکوۃ کے صدقات اور خیرات ہیں جن کے دینے کے واسطے مذہب اسلام میں بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ صدقات اور خیرات کہتے ہیں سوائے زکوۃ کے اور کچھ خدا کی راہ میں دینے کو۔ منجملہ صدقات کے بعض واجب و لازم بھی ہیں جیسا کہ فطرہ یعنی صدقہ فطر ہے جو کہ واجب ہے ہر ایک اس شخص پر جس پر زکوۃ فرض ہے مگر اس میں ایک سال گذر جانے کی شرط نہیں ہے اور اس کا ادا کر دینا قبل از نماز عید مسنون ہے۔

صلۂ رحم

صلہ رحم کے معنی ہیں عزیز و اقربا کے ساتھ حسن سلوک پیش آنا جس کی ایفا کی تاکید شرع شریعت میں بہت کچھ ہے۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ نہ دینا صلۂ رحم کے مخالف بات ہے اگر والدین اپنی زندگی میں جائداد یا اموال لڑکوں کو اس غرض سے دیدیں کہ لڑکیوں کو ان کے بعد نہ ملے یا کم ملے تو یہ فعل بھی قبیح اور صلۂ رحم کے خلاف ہے اور رسول مقبول نے اس حرکت کو ظلم سے تعبیر فرمایا ہے۔ بھائی چچا اور دیگر ورثا ذکور عورتوں کو ہر طرح کا فریب دے کر یا جبر و ظلم کر کے جو کہ حق شرعی سے ان کو

جس کو دیا ہے اُس کو مہمان کے روبرو پیش کرنا چاہیئے۔ قلیل و کثیر میں شرمانا نہیں چاہیئے۔

دیہات میں علما کے آنے سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ گاؤں والوں کو مسائل کے دریافت کرنے کا موقع ملتا ہے اگر علما دیہات میں نہ جائیں تو گاؤں والوں کو مسائل شرعی سے بالکل ناواقفیت ہوسکتی ہے غرض یہ ہے کہ علما مذاہب قوم کا ایک ضروری جزو ہیں اُن کی تحقیر یا اُن سے بے پروائی قومی نمک حرامی ہے۔

زکوۃ وخیرات

زکوۃ فرض ہے ہر ایک مسلمان بالغ اور آزاد پر جبکہ وہ مالک ہو ایسے مال کا جو کہ کم سے کم بقدر ساڑھے باون تولہ چاندی کے ہو اور حاجت اصلی سے زائد ہو اور جس پر ایک سال گذر گیا ہو ایسے مال پر ڈھائی فیصدی زکوۃ لازم ہوتی ہے۔ یہ منجملہ فرائض اربعہ کے ہے محل اس کے ادا کے یہ ہیں یعنی اس کا روپیہ ان لوگوں کو دیا جانا چاہیئے۔

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جو مالک نصاب نہ ہو (۲) مسکین یعنی جس کے پاس کچھ بھی نہو (۳) وہ اشخاص جو تحصیل زکات کریں (۴) مکاتب یعنی وہ غلام جو اپنے آقا سے یہ معاہدہ کرلے کہ وہ اس قدر روپیہ دیکر اپنے آپ کو آزاد کرالے گا (۵) مدیون (۶) حاجی فی سبیل اللہ یعنی حج کا جانیوالا یا جہاد پر جانیوالا (۷) ابن سبیل یعنی جو حالت سفر میں بے خرچ ہوگیا ہو۔ زکوۃ کے مسائل کتب فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔

زمانہ سعادت اور نیز اُس کے بعد دستور یہ تھا کہ زکوۃ کا روپیہ بطور ٹیکس کے عامل لوگ وصول کرکے خزانہ یعنی بیت المال میں داخل کرتے تھے جو کہ رسول مقبول اور بعد آپ کے خلفا وقت کی مرضی اور حکم سے اس کے مناسب مواقع پر خرچ کیا جاتا تھا۔

زمانہ حال میں جو لوگ زکوۃ دیتے ہیں وہ فرداً فرداً اپنی مرضی کے موافق جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں جس کا اثر اچھا نہیں ہوا ہے یعنی

کو لازم ہے کہ وہ اپنا اچھا تذکرہ لوگوں میں چھوڑ جائے۔ رسول الثقلین نے فرمایا ہے کہ اچھا آدمی وہ ہے جو آدمیوں کو نفع پہونچائے۔ پس کیا اچھے وہ لوگ ہیں جن کی ذات سے خدا کی مخلوق کو نفع پہونچے۔ نفع پہونچانا ایک طرز کا نہیں ہے ہر زمانہ ہر ملک کی حالت کے موافق نفع پہونچانا بھی جدا جدا قسم کا ہوتا ہے سردی میں مخلوق کو سردی سے بچانے گرمیوں میں گرمی سے محفوظ رکھنے کا بندوبست کرنا بھوکے کو کھانا کھلانا پیاسے کو پانی پلانا، مناسب حال نفع پہونچانے کا نام ہے۔ اس زمانہ میں علاوہ محتاجوں کی رفع حاجت اور یتیموں کی سرپرستی اور مساکین کے ساتھ سلوک کرنے کے عام مسلمانوں کو تعلیم دلانے کے ذریعہ سے اُن کو نفع پہونچانا نہایت ہی مفید کام ہے انگریزی پڑھانے اور دینی تعلیم کے مدرسوں میں روپیہ دینا، اُن میں پڑھنے والوں کو وظائف دینا جو لوگ صاحب استطاعت ہیں اُن کو ترغیب دینا، طالب علموں کی عمدہ تربیت میں کوشش اور فکر کرنا، اُن کو گمراہی سے بچانا، یہ سب باتیں تعلیم دلانے میں شامل ہیں اور اس زمانہ میں یہ یعنی تعلیم دلانا نہایت ہی مفید اور نفع کا کام ہے۔

میّت کے ساتھ ہمدردی

انسان جب تک زندہ رہتا ہے ہر ایک اُسکی خاطر اُس کا لحاظ کرتا ہے اُس سے نفع ملنے کا متوقع رہتا ہے پس جب کوئی آدمی مر جائے تو شرافت اور انسانیت یہ ہے کہ اُس کو بیکار تو وہ خاک نہ سمجھ لیا جائے بلکہ اُس کے ساتھ اب بھی کچھ ہمدردی کرے یعنی اُسکی تجہیز و تکفین اور آخری خدمت یعنی نماز جنازہ اور تدفین میں بھی ضرور شریک ہو شرعاً نماز جنازہ کی شرکت فرض کفایہ ہے یعنی اگر کوئی بھی نماز میں شریک نہ ہو تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اگر کچھ لوگ شریک ہو جائیں تو سب کے ذمہ کا بار اُتر جاتا ہے لیکن انسانیت کی بات یہ ہے کہ اُس کے کل دوست و احباب یا عزیز و قریب میّت کے ساتھ دفن تک ضرور حاضر اور موجود رہیں اور عام مسلمانوں میں سے بھی ہر ایک مجلس اور مقام سے ایک دو آدمی جا کر شریک ہوں انسان اپنے آپ کو مرا تصور کرکے اگر وہ خیال کر

محروم کر دیتے ہیں شرع شریف کے بالکل خلاف ہے اور سخت ظلم ہے۔
صلۂ رحم کے بعض واقعات اس زمانہ میں بھی ایسے دیکھنے میں آئے ہیں کہ وہ بھی فراموش نہ ہو سکیں گے۔
کچھ برس گذرے کہ ایک خاندان کے چار آدمی یعنی دو بھائی ایک بہن اور باپ افریقہ سے لا کر مکہ مکرمہ میں فروخت کئے گئے جن میں سے بڑے بھائی نے اپنے مالک کو اس بات پر راضی کیا کہ وہ اپنی قیمت اپنی مزدوری کے ذریعہ سے کما کر ادا کرے اور اپنے آپ کو آزاد کرالے۔ اس نے معماری کا پیشہ سیکھنا اختیار کیا اور چند سال میں اپنی مزدوری کی آمدنی سے اپنی قیمت مالک کو ادا کر دی اور آزاد ہو گیا جس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے مالک کے ساتھ بھی ایسا ہی معاہدہ اپنے بھائی کے واسطے کیا اور اس کو بھی معماری کے پیشہ میں داخل کر کے دونوں کی کمائی سے اس کا بھائی بہت جلد آزاد ہو گیا۔ اسی طرح پر اپنی بہن کو اور پھر اپنے باپ کو ان کے مالکوں سے خرید لیا اور یہ چاروں کے چاروں آزاد ہو گئے۔ یہ لوگ اب تک زندہ ہیں۔ مکہ مکرمہ میں دستور ہے کہ عمارت بناتے وقت معمار لوگ ایک قسم کا گیت چلا چلا کر گاتے جاتے ہیں اتفاق کی بات ہے کہ ان دونوں بھائیوں کی آوازیں بہت بڑی ہیں جس محلہ میں یہ کام کرتے ہوتے ہیں تریب قریب کل محلہ میں ان کے گانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں جس کی وجہ سے ہر ایک شخص ان کو پہچان جاتا ہے اور لوگ انکے اس نیک کام کی تعریف اور تذکرہ کرنے لگتے ہیں۔

موت

انسان چاہے کسی طرح پر زندگی بسر کرے لیکن آخر ایک دن مرنا اور فنا ہو جانا ہے۔ جب حال یہ ہے تو انسان کو ضرور سوچنا چاہئے کہ وہ اس چند روزہ زندگی کو کس طرح پر بسر کرے۔
جناب مستطاب حکیم ملا محمد نواب صاحب مرحوم مغفور فرمایا کرتے تھے کہ صوفیہ کرام کا مسئلہ ہے کہ انسان صرف مذاکرہ ہے یعنی انسان چند روز میں مر جاتا ہے۔ صرف اس کا تذکرہ لوگوں میں باقی رہ جاتا ہے اس وجہ سے انسان

کہ اُس کی نعش کے ساتھ بے پروائی کی گئی یا بے اتفاقی برتی گئی ہے تو ضرور
اُس کی روح کو صدمہ ہوگا جن لوگوں کے ساتھ اُس نے زندگی میں سلوک
کیا ہوگا اُن سے ناراض ہوگا۔ جو لوگ کہ اُس کی زندگی میں اُس کے ساتھ
اظہار محبت یا دوستی کرتے تھے اُن کی حقارت اور خود غرضی اُس کی آنکھوں
کے سامنے [illegible] طرح سے دوسروں کا بھی خیال کرکے انسانی
[illegible] یہی کہتا ہے کہ مردہ کے [illegible] میں بھی ضرور ہمدردی کی جائے اور
جہاں تک ممکن ہو میت کی فاتحہ کے جلسوں میں بھی شریک ہونا چاہئے۔
جس گھر میں کوئی [illegible] اُس کے عزیزوں یا پڑوسیوں پر میت کے گھر
والوں [illegible] تک کھانا کھلانا سنت ہے۔ تجہیز و تکفین۔ تدفین۔
فاتحہ خوانی وغیرہ میں محض بطور رسم یا لوگوں کے بُرا کہنے کے خوف سے شریک
نہ ہو بلکہ عبرت سے اور یہ سمجھ کر کہ ہم کو بھی ایک دن ایسا آنا ہے۔
میت کے اوپر نوحہ و بیان کرنا سر کے بال نوچنا شرعاً حرام ہے اور حقیقت
میں یہ باتیں محض دکھانے کی غرض سے کی جاتی ہیں اُس کے دوستوں اور
عزیزوں کو صبر اور متانت سے اس صدمہ کو برداشت کرنا چاہئے مرنے والا
مر جاتا ہے دنیا کے کاروبار کچھ بھی بند نہیں ہوتے ہاں رنج جو عزیزوں اور دوستوں
کو پہنچتا ہے وہ طبعی بات ہے بلکہ نیک دلی کی علامت ہے لیکن اس رنج اور صدمہ
کو تحمل اور سکونت سے برداشت کرنا ضروری ہے اور بے صبری کرنا محض بے فائدہ
اور لاحاصل ہے۔ علاوہ اس کے عزیزوں اور دوستوں اور پڑوسیوں یا قوم کے
ذمہ ایک کام اور بھی کبھی میت چھوڑ جاتا ہے یعنی اُس کے یتیم بچوں کی دلجوئی
اور تشفی اُن کی ذات اور اُن کے مال کی نگرانی جس طرح انسان اپنے آپ کو مرا اور
اپنے بچوں کو یتیم تصور کرکے اُن کے ساتھ دوسروں کو معاملہ کرنے کی خواہش
رکھتا ہے اسی طرح خصوصاً اپنے عزیزوں یا دوستوں یا پڑوسیوں کے یتیموں کے
ساتھ ویسا ہی معاملہ خود کو کرنا چاہئے۔ قرآن مجید اور احادیث شریف یتیموں کے ساتھ
حسن معاملہ کرنے کے واسطے احکام سے بھری پڑی ہیں جس کی تعمیل کی توفیق
خدائے تعالیٰ سب مسلمانوں کو عطا فرمائے۔ تمام شد